

رَحْمَةُ الرَّحْمَنِ أَرْوُّ قَضِيْدَ النَّعْمَا

قَضِيْدَامْ عَظْم

رَضِيْدُ اللَّهِ

رَحْمَةُ الرَّحْمَنِ أَرْوُّ قَضِيْدَ النَّعْمَا



رَحْمَةُ الرَّحْمَنِ أَرْوُّ قَضِيْدَ النَّعْمَا

3774/1

مکتبہ معتمدیہ ○ اقبال وڈنیالکوٹ



رحمت الرحمان

اُردو شرح

قصیدۃ النعمان

درشان سید انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

سراج الامت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

اُردو شرح

عارف طریقت مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ
الناشر

مکتبہ نعمانیہ
اقتیالے روڈ
سیالکوٹ

قیمت

۲/۵۰

65546

سلسلہ مطبوعات نمبر (۱)

مصنف، قصیدۃ النعمان	امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
ترجمہ منظوم	مولانا عبید الاحد مرحوم
87016	مالک مکتبہ مجتہبی دہلی
مترجم اور شارح	حضرت مولانا محمد اعظم قدس سرہ
	(میر و وال)
سرورق	شیخ نفیس الحسینی لاہور
کتابت	جمیل مرزا بی۔ اے سیالکوٹ
طباعت	بار دوم
ناشر	مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ
	سیالکوٹ
صفحات	ایک سو بارہ (۱۱۲)
تعداد	دو ہزار (۲۰۰۰)
تاریخ اشاعت	ذوالقعدہ ۱۳۹۱ھ
	مطابق جنوری ۱۹۷۲ء
قیمت	دو روپے پچاس پیسے (۲/۵۰)
مطبوعہ	ایورگرین پریس لاہور



فہرست

۶۶	ہاتھ پاؤں جو منے کا ثبوت	۵	
۶۷	آپ کی انگلیوں سے پانی کے چستے	۸	
۶۸	کنکریوں کی تسبیح کی آواز	۱۳	مقدمہ (حیاتِ انبیاء اور جوازِ مذاکاہ ثبوت)
۶۹	بادلوں کا سایہ	۲۶	آغازِ قصیدہ مبارکہ (یا تبارک السادات)
	زمین پر آپ کے قدم کے نشان نہ پڑتے اور	۲۹	زیات کثرت سے حاضری
۷۰	پتھر پر پڑتے	۳۰	رضائے مصطفیٰ رضائے خدا ہے
۷۱	نکلی ہوئی آنکھ اور کٹے ہوئے پہلو کو جوڑ دیا	۳۲	سب مخلوق سے بہتر
۷۲	حضرت علی کو آپ کے لعاب سے شفا	۳۳	عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
۷۵	حضرت جابر کے مرد منچے زندہ ہو گئے	۳۴	شانِ رسالت
۷۶	خشک بکری دودھ دھا رہو گئی	۳۶	دُعائیں بحق کسی کے کہنا جائز ہے
۷۷	آپ کی دُعا سے اُسی وقت مینہ برس پڑا	۳۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے
۸۲	حضرت فاطمہ کی چکی فرشتے پھرتے تھے	۴۱	شانِ لولاک
۸۶	حضور جامع الصفات ہیں	۴۲	آپ کے نور سے کائنات پیدا ہوئی
۸۹	آپ بے مثل ہیں	۴۴	معراج کی رات آسمانوں کی زینت
۹۱	انبیائے سابقین کی کتب میں آپ کا ذکر	۴۷	توسل کا بیان
۹۶	تصورِ شیعہ	۵۵	معجزات کا بیان
۹۸	نبی کریم سب سے افضل نعمت ہیں	۵۷	معجزہ شق القمر
۹۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا	۵۹	زہر آلود گوشت اور سوسمار کا کلام کرنا
۱۰۱	امامِ عظیم کا درجہ فنا فی الرسول اور علمِ حدیث میں	۶۰	بھیر ٹیٹے کا کلام کرنا
۱۰۲	طلبِ شفاعت اور استغاثہ و امتداد	۶۲	معجزہ ہرنی
۱۰۷	فضائلِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۶۳	بکریوں اور اونٹنوں نے سجدہ کیا
۱۰۸	فضائلِ درود شریف اور آل کے معنی اور مراد	۶۴	درخت نے آپ کی رسالت کی گواہی دی

عرض ناشر

مکتبہ نعمانیہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نام نامی سے منسوب ہے اس لئے خواہش تھی کہ مکتبہ سے جو پہلی کتاب شائع کی جائے وہ امام اعظم کی تصنیف ہو لیکن ساتھ ساتھ سید الکمل ختم الرسل رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مقتضی تھی کہ سلسلہ مطبوعات کی پہلی ڈال بارگاہ نبوت میں پیش ہونی چاہیے۔

الحمد للہ! یہ تمنا پوری کرنے کی اللہ تعالیٰ نے یہ صورت پیدا فرمائی کہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا ہوا امام اعظم کا مشہور و معروف قصیدہ نعمان (عربی) مع اردو شرح پرانی کتابوں سے مل گیا جو مطبع مجتبائی دہلی نے تقریباً ۶۵ سال قبل شائع کیا تھا۔ ترجمہ اور شرح کرنے والے مرحوم و مغفور بزرگ نے بڑی محنت کی ہے شرح میں آیات قرآنی، احادیث مبارکہ اور اقوال بزرگان دین سے عمدہ دلائل پیش کئے ہیں۔ ہر شعر کا ترجمہ نثر کے علاوہ نظم میں بھی کیا ہے۔ الغرض بفضلہ تعالیٰ یہی قصیدہ شائع کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا گیا۔

فاضل شارح علیہ الرحمۃ نے کئی جگہ آیات، احادیث اور عربی فارسی اشعار و عبارات کا اردو میں ترجمہ نہیں کیا تھا اس لئے چند اضافوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ اہم ترین کام میرے مشفق و مکرم استاد حضرت مولانا عبد الشکور صاحب مدظلہ العالی نے اپنے ذمہ لیا اور اپنا قیمتی وقت عطا کرتے ہوئے اس کام کو مکمل کر کے احسانِ عظیم فرمایا۔ فی الحقیقت مکتبہ کی اکثر خدمات آپ کے فیض و تربیت کا نتیجہ ہیں۔

فاریں کی آسانی کے لئے ہر آیت کے ساتھ پارہ اور رکوع اور اکثر احادیث اور اشعار کا حوالہ بھی حاشیہ پر لکھ دیا گیا ہے۔ اضافہ شدہ تراجم و حوالہ جات اور اصل حاشیہ میں امتیاز کے لئے مصنف کی عبارت کے بعد (منہ) تحریر کر دیا ہے۔ بارگاہ الہی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قصیدہ کے مصنف، شارح، ناشر اور تمام معاونین کی سعی بظیف حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرماتے اور عوام و خواص کو اس خزانہ سے کما حقہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین

(محمد اشرف)

دیباچہ



حمد باری تعالیٰ عز اسمہ

معرّاج ہے چشمِ حوصلہ کی	رؤیت ہے ہلالِ بسملہ کی !
دلِ شکرِ خدا کا معترف ہے	نالہِ الحمد کا آلف ہے
ہر موئے بدن اگر زباں ہو	ممکن نہیں حمد کا بیاں ہو

قاضی ہیں سب اصلِ مدعا سے
پوچھو یہ زبانِ مُصطفیٰ سے

نعت احمد صلی اللہ علیہ وسلم

کیا نعت رسول کا ہوا ثبات	چھوٹا سا ہے منہ بہت بڑی بات
شاہنشاہِ انبیاء محمدؐ	ہے عرشِ بریں پہ جس کی سند
معراج ہے اوجِ بابِ عالی	قوسینِ خم رکابِ عالی

غائب نہ وہ نور ہے نظر سے
صادِ صلوات آنکھیں مانگے

امایعد - سترِ پاعیب، اپنے گناہوں سے شرمسار، خدا کی رحمت کا اُمیدوار
محمد اعظم بن محمد یارِ ناظرین پاک خیال کی خدمت میں عرض کرتا ہے
کہ ان دنوں اتفاقِ وقت سے تذکرۂ معاذیہ جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بہن بھانے اور خواب میں وفاتِ سرورِ کائنات و فخرِ موجودات علیہ و علیٰ آلہ
و اصحابہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات کے دیکھنے اور بعد و لولہ واضطراب
مدینہ منورہ میں پہنچنے اور ہر ایک صحابی سے مل کر آپ کی وفات کا حال پوچھنے
اور کمالِ عشق و محبت کے اظہار میں بزبانِ عربی تصنیف ہے عاجز کی نظر سے گزرا۔
اس کے آخر میں بطورِ خاتمہ قصیدہ متبرکہ تصنیف حضرت امام الائمہ سراج الائمہ فخر الفقہاء
والحدیثین کمال معنی صورت مجسمِ رافتِ رؤفی امام ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ
علیہ مرقوم ہے دیکھا گیا۔

یہ قصیدہ اس وقت کا جوش طبع ہے جبکہ آپ کو زیارت فیض زیادت روضہ
ریاض جنت کی مدینہ مطہرہ زاد ہا اللہ شرفا میں ہوئی تھی۔ چونکہ آج تک ایسا قصیدہ
حاوی صد ہائے نکات و معانی گنج مخفی کی طرح خاص خاص جگہ میں تھا خیال میں گزرا
کہ اگر بنظر افادہ عوام اس کا اردو ترجمہ کیا جائے تو بہبودی دین و دنیا ہے اس
کا پڑھنا پڑھانا بھی ثواب اور خوشنودی حق تعالیٰ ہے۔ اس خیال سے اس کو حتی الوسع
بسط و تفصیل کے ساتھ تمام کیا بعونہ ومنہ تعالیٰ۔ اور بعد اتمام کے بغرض اشاعت و
استمراج بخدمت فیض درجت جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبدالاحد صاحب سلمہ
(مالک مطبع مجتہبی واقع دہلی) بھیج دیا۔ سو الحمد للہ کہ مولانا موصوف نے اول سے
آخر تک ملاحظہ فرمایا اور بعض بعض مناسب مقامات پر اصلاح بھی فرمائی۔ اور
بر شعر کو خوش السلوبی سے دو شعر ترجمہ کے ساتھ بھی مزین فرمایا۔ حق تعالیٰ قبول فرمائے
مؤلف

۱۔ اس قصیدہ سے متعلق حضرت مولانا عبدالحی آسی مدرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
یہ قصیدہ مجموعہ تذکرہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخیر میں بطور خاتمہ کے چھپ گیا ہے اور نیز
سلط صالح نے تازیخ میں اس قصیدہ متبرکہ کا تپہ دیا ہے اور یہ قصیدہ اس وقت کے جوش طبع کا نتیجہ ہے
جو امام صاحب کو مدنیہ منورہ میں روضہ مقدسہ حضرت رسالت پناہ روح قدس کی زیارت سرایا خیر و برکت
بمعائنہ چشم صوری و عین معنوی نصیب ہوئی۔ اس قصیدہ میں جابجائیات و دقائق و خفایا اسرار الہی
کی طرف اشارہ ہے بلکہ تمام قصیدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرہ و محاذ راہرہ و فضائل
قرآنیہ و شمائل حدیثیہ سے مبرا ہوا ہے۔ کہ ایک ایک شعر اس کا دلدادگان شاہد رسالت و طابان ذکر حضرت
نبوت کے واسطے جوش و خروش پیدا کرنے والا ہے اور طالب کو مطلوب تک پہنچا بیولا ہے (ص ۶۲) (دلیوس الثقلین)

امام صاحب کا مختصر تذکرہ

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک نعمان تھا اور کنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم۔ کیونکہ آپ اپنے وقت میں فقہ واجتہاد اور تتبع کتاب و سنت میں بہت درجہ رکھتے تھے۔ سرآمد فضلاء کالمین و علمائے متبحرین تھے۔ ان کے باپ کا نام ثابت تھا۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ ثابت کا باپ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ثابت ساتھ تھا۔ آپ نے دونوں کی اولاد کے واسطے خیر و برکت کی دعا کی۔ امام اعظم فارسی النسل اور ابنائے فارس سے تھے۔ بحکم مرویہ بخاری و مسلم و متفقہ دیگر محدثین لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثَّيْبِ دَفْنِي سَرَّ وَابْتِغَاءُ لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالثَّيْبِ لَيُنَادِلُهُ رَجُلٌ مِّنْ آلِ فَارِسٍ۔ آپ محزون علم و ایمان تھے۔ ورع و تقویٰ زہد و ریاضت میں قدم آگے تھا۔ اہل عرفان کے بڑے بڑے پیشوا مثل ابراہیم ادہم و فضیل بن عیاض و داؤد طائی و بشر حافی رحمۃ اللہ علیہم آپ سے مستفیض تھے۔ فقہائے محدثین میں سے عبد اللہ بن مبارک و سفیان بن عیینہ و سفیان ثوری و عبد الرزاق و حماد بن زید اور وکیع و اعش و مقرئ استاد بخاری و بیہم جیسے علمائے اعلام آپ کے شاگرد تھے۔

تعلیم و تالق کتاب و سنت و معارف کے لئے من جملہ شیوخ اس فن کے

لے ترجمہ، اگر علم ثریا میں ہو تو اہل فارس کے کچھ لوگ اسے پالیں گے (حاصل کر لیں گے)، ایک روایت میں علم کی بجائے دین کا لفظ ہے۔

آپ کو امام الانام زبدۃ خاندان نبوی قدوۃ دودمان مرقضوی جناب امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص نسبت تھی اور بیعت بھی انہیں سے تھی۔ مقامات علیہ کی سیر حضرت ابن رسول بحق ناطق امام ہمام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی۔ چنانچہ امام محمد و ابی یوسف اور وکیع سے منقول ہے کہ ابو حنیفہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر بڑی ارادت سے جاتے تھے۔ عقبہ (آستانہ) عالیہ کی خود جارب و بکشی کرتے اور مجاوروں کو کچھ دیتے۔ حافظ قرآن تھے ہر ایک مسئلہ کے لئے بارہا تمام قرآن پر نظر کرتے۔ اجتہاد میں آپ کا پایہ عالی تھا۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا طریق اقتباس نہایت ادق اور احوط ہے۔ اس لئے بعض نا فہموں نے جو ان دقائق کو نہیں پہنچے آپ کی شان والا میں بلباس تحکم و استعلا کچھ کچھ کہا ہے۔ وَلِنَعْمَ مَا قَالِ الْقَائِلُ ۝

إِذْ لَمْ يَنَالُوا شَأْنَهُ وَوَقَّارَهُ فَالْقَوْمُ أَعْدَاءُ لَهُ وَخُصُومُ ۝ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو رتبہ تابعی ہونے کا بھی حاصل ہے کیونکہ انہوں نے صحابہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھا ہے۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ ابن حجر مکی میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ صحابہ کو دیکھا۔ ۱۔ انس بن مالک ۲۔ عبد اللہ بن اوفی ۳۔ سہیل بن سعد ۴۔ ابو الطفیل چارہ اور کہ جن سے بلا واسطہ روایت کی ہے حنفیوں کے ہاں پچاس حدیثیں ایسی ہیں۔ واللہ اعلم اور مثبتین سے کسی کا قول ہے۔ قطعہ

۱۔ ترجمہ چونکہ لوگ ان کی شان اور عظمت کو حاصل نہ کر سکے اس لئے انکے دشمن اور مخالف ہو گئے ۱۲

كُفِيَ النُّعْمَانُ فُخْرًا مَّا سَاوَاكَ
وَمَا خَيْرٌ مِّنَ اللَّهِ الْعَظِيمِ
مِنَ الْأَخْبَارِ مِنْ غُرَبَاءِ الصَّاحِبِ
وَمَا خَيْرُ النَّبِيِّ إِلَّا أَضَابَهُ

ائمہ مجتہدین مثل مالک و احمد و شافعی رحمہم اللہ اکثر آپ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور استدلال میں آپ کی تعریف کیا کرتے بالخصوص امام شافعی صاحب کو آپ سے کمال ارادت تھی۔ وہ آپ کے مرقد شریف پر بھی جایا کرتے۔ بتوسل و تبرک حل مشکلات میں جناب الہی میں دُعا مانگتے۔ محافل و مجالس عامہ و خاصہ میں آپ کا ذکر بہت کیا کرتے۔ انہیں کا قول ہے۔

أَعِدْ ذِكْرَ لُعْمَانٍ لَّنَا أَنْ ذَكَرَهُ
كَمِسْكَ إِذَا كَدَّرَتْهُ يَتَضَوَّعُ
اور حضرت ابن مبارک نے کہا ہے۔

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا
بِأَحْكَامِهِ أَثَارٌ وَفَقْهٌ
إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَةَ
كَأَيَاتِ الذُّبُورِ عَلَى الصَّحِيفَةِ
فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهُ نَظِيرٌ
وَلَا بِالْمَغْرِبَيْنِ وَلَا يَكُونُهُ
يَبِيتُ مُشْمَرًا سَهْرًا لِلْيَالِ
وَصَامَ نَهَارَهُ اللَّهُ خِيفَهُ

۱۔ نعمان کیلئے اُن روایات کا فخر ہی کافی ہے جو انہوں نے شرفائے صحابہ سے روایت کیں۔ بخلاف بزرگ درجہ اور نبی اکرم کی ہر بھلائی کو انہوں نے پایا ہے۔ ۱۲۔

۲۔ ہمارے لئے نعمان کے تذکرہ کا اعادہ کے جواز کیونکہ اس کا ذکر کستوری کی طرح ہے جس کی خوشبو گھسنے کے تکرار سے ملتی ہے۔ ۳۔ مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہروں اور شہروں میں بسنے والوں کو زینت دیدی ہے۔ احکام شرعی، اتحاد اور فقہ کے باعث جو آیات زبور کی طرح ورق پر مرقوم ہیں پس نہ تو دونوں مشرقوں میں ان کی کوئی نظیر ہے اور نہ دونوں مغربوں میں اور نہ شہر کوہ میں وہ مستعد عبادت ہو کر راتوں میں بیدار رہتے ہیں اور اللہ کے ڈر سے دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ۱۲۔
تبلیغ الصیغہ ص ۳۸۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن

آمین و اکابر اہل علم نے آپ کے مذہب کو ترجیح دی ہے کما قال غیر واحد
 حَسْبِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَعَدَّتْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضَى الرَّحْمَنِ
 دِينَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرَى ثُمَّ اعْتَقَادُوا مَذْهَبَ النُّعْمَانِ
 آپ مستغنی عن التوضیف ہیں آپ کے مناقب بے شمار اور اوصاف بیرون از ہوا
 ہیں۔ ائمہ اعلام مقلدین و غیر مقلدین نے آپ کے مناقب و محامد میں بقدر مائتہ تصنیفیں
 کی ہیں۔ اس کے دریافت کرنے کو کتب ذیل دیکھنی چاہئیں :-

- ۱۔ خیرات الحسان فی تدریج النعمان - (علامہ ابن حجر مکی شافعی)
- ۲۔ تبیض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ - (حافظ جلال الدین سیوطی)
- ۳۔ شقائق النعمان - (علامہ جبار اللہ زحشری)
- ۴۔ بستان فی مناقب النعمان - (شیخ محی الدین عبدالقادر ابن الوفا حنبلی)
- ۵۔ کشف الاسرار - (عبداللہ بن محمد حارثی)
- ۶۔ انصار - (یوسف بن فرغل سبط ابن جوزی)
- ۷۔ تحفة السلطان فی مناقب النعمان (ابن کاس)
- ۸۔ عقود الجمان فی مناقب النعمان (ابو عبداللہ بن محمد دمشقی)
- ۹۔ عقود الجمان فی مناقب النعمان (امام ابو جعفر طحاوی)
- ۱۰۔ اکمال فی اسماء الرجال (صاحب مشکوٰۃ)

۱۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے نیکوں میں سے جو کچھ میں نے تیار کیا ہے وہ میرے
 لئے کافی ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں اور پھر
 مذہب نعمان کی صداقت پر میرا اعتقاد ہے۔ ۱۲

عہ تبیض الصحیفہ ص ۳۱ - مطبوعہ دائرة المعارف عثمانیہ دکن

- ۱۱۔ طبقات (ملا علی قاری)
- ۱۲۔ مجملہ (مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس)
- ۱۳۔ کشف المحجوب (علی ہجویری و آغا گنج بخش)
- ۱۴۔ تذکرۃ الاولیاء (شیخ فرید الدین عطار)
- ۱۵۔ نافع الكبير لمن يطالع جامع الصغير (مولانا عبدالحی فاضل لکھنوی)
- ۱۶۔ جلب المنفعت (نواب صدیق حسن خاں)
- ۱۷۔ سیرت النعمان (علامہ شبلی نعمانی پروفیسر علی گڑھ کالج)
- ۱۸۔ تنویر الحاسہ فی مناقب الائمة الثلاثة (مولوی محمد حسن)
- ان کے سوا صد ہا کتابیں امام صاحب کے مناقب میں ہیں اور لاکھوں اہل کشف کے اقوال شاہد ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی متاخرین سے اور بہت سے متقدمین سے منقول ہیں۔ وَ لِلّٰہِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا یُوْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی جَبِیْبِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

عہ اور ۱۹۔ روح الایمان فی مناقب النعمان - ۲۰۔ امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی

مقدمہ

چونکہ قصیدے کا آغاز یہ ہے جو حرفِ نداس ہے لہذا مناسب معلوم ہوا کہ حیاتِ انبیاء اور جوازِ نذا کا ثبوت اول دیا جائے تاکہ ظنونِ فاسدہ اور شکوکِ جہلامِ اولِ دل سے دور ہو جائیں اور ملال و کدورت نہ رہے۔ واضح ہو کہ پایہ ثبوتِ شرعیہ تین ہیں۔ ۱۔ قرآن ۲۔ حدیث ۳۔ عملِ امت یا اجماع۔ جب ان سے کوئی امر ثابت نہ ہو تو پھر ایک چوتھے کی حاجت پڑتی ہے جسے قیاس کہتے ہیں۔

ثبوتِ حیاتِ انبیاء اور جوازِ نذا کا ثبوت

۱۔ بخاری میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَذَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أَحْبَبْتُهُ فَمَنْ سَمِعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَلَبَّسَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرَجُلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ؛ خلاصہ :- میرا بندہ کثرتِ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو اسے ضرور دیتا ہوں۔

جائے غور و تامل ہے کہ صفاتِ محدودہ بشریہ کے زائل ہونے سے صفاتِ غیر محدودہ حقیقیہ حاصل ہوتی ہیں۔

جیسے دور دراز سے سُنا، دیکھنا یا سُنانا یا پہنچانا وغیرہ۔ تو جب بالجملہ علائقِ دنیوی سے پاک ہو کر بالکل الی اللہ و فی اللہ و باللہ ہو جائے۔ کیونکہ صفاتِ حقیقیہ سے متصف نہ ہوگا۔ فَاَفْهَمُ ۱۱ (منہ)

قرآن | اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے : کہ شہید زندہ ہیں ۔ اور پیغمبر ان سے افضل ہیں ۔

۲۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ ایمان والوں کا مرتبا جینا برابر ہے ۔ اور پیغمبر ان سے افضل ہیں
۳۔ یہ رسول تمہارا گواہ ہے ۔ جس روز کہ پیغمبر اپنی اپنی امت پر گواہی دینے کو حاضر

لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ طَبْلٌ أَمْوَاتٌ وَلَكِنْ لَا تَعْدُوْنَ (پ ۳ ع ۳) (منہ)

ترجمہ :- اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں) ۱۲
میں تم لوگ (پ ۸ ع ۸) ۱۲ (منہ) (ترجمہ :- اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا
بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں ۱۲

۴۔ کیونکہ وہ کامل الشہادت ہیں (منہ)
۵۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءٌ مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ (پ ۱۸ ع ۱۸) (منہ) (کیا جنہوں
نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ
ان کا مرنا اور جینا برابر ہے) (نافع مدنی، ابن کثیر، ابو عمر بصری، ابن عمر شامی، سلیمان اعش امہ قرآن کے
نزدیک سواؤ کے آخر تئوین میں منہ ہے (منہ) اس کے مطابق ترجمہ یہ ہے جو درج ہوا۔ ۱۲
۶۔ کیونکہ یہ کامل الایمان ہیں (منہ)

۷۔ تفسیر عباسی میں لکھا ہے کہ محی المؤمنین وممات المؤمنین سوا بسوا یعنی ایمان والوں کا مرنا جینا برابر
برابر ہے ۱۲ (منہ)

۸۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) در جامع البرکات نوشتہ و سے علی اللہ علیہ وسلم بر احوال
وامال امتاں مطلع است و بر مقربان و خاصاں خود ممد و مفیض و حاضر و ناظر ۱۲ (منہ) (ترجمہ :- شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع البرکات میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے حالات
وامال سے آگاہ ہیں اور اپنے مقربوں اور خاصوں کے لئے ممد و فیض رساں اور حاضر و ناظر ہیں ۔
(باقی صفحہ ۱۵ پر)

ہوں گے اور تو اس (اپنی) اُمت پر گواہی دینے کو بلایا جائے گا۔ اگر وہ زندہ نہیں اور ہمارے حال سے مطلع نہیں تو گواہی دیں گے۔

احادیث

۱۔ مَرَرْتُ بِقَبْرِ مُوسَىٰ فَإِذَا هُوَ فِيهِ قَائِمٌ يُصَلِّيُ۔ معراج کی رات میں موسیٰ (علیہ السلام) کی قبر پر سے گزرا، تو کیا دیکھتا ہوں وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۲۔ آپؐ نے فرمایا دنوں میں اچھا دن جمعہ ہے اس روز بہت درود پڑھا کرو۔ کیونکہ جو مجھ پر درود بھیجے وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ مٹی میں کچھ رہ نہیں جاتا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ حَذَمَ عَلٰی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔ اللہ نے پیغمبروں کے جسم مٹی پر حرام کئے ہیں ان کو نہیں کھاتی۔ (مشکوٰۃ باب الجمع)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۔ و شاہ عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) محدث دہلوی در تفسیر خود تحت قول اللہ تعالیٰ وَ یَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا ط (پ ۱ ع ۱) و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجاب کہ بداں از ترقی مانده است کدام است پس اومی شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اخلاص شمارا و نفاق شمارا ۱۲ انتہی (منہ) ترجمہ ۱۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں وَ یَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا کے ذیل میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں گے کیونکہ آپ اپنے نور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے درجے اور رتبے سے آگاہ ہیں کہ وہ دین کے کس مرتبے پر پہنچا ہے اور اسکے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور وہ کونسا حجاب ہے جس سے وہ ترقی میں رک گیا پس آپ تمہارے گناہوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجوں اور تمہارے اخلاص و نفاق سے بھی واقف ہیں۔ (دلائل قاری در شرح شفا از ابن دینار تابعی کی روایت کردہ است کہ روحہ علیہ السلام محاضری بیوت اہل الاسلام یعنی روح مبارک آنجناب علیہ السلام اہل اسلام کے گھر میں حاضر ہوتی ہے ۱۲ در المنظم (منہ) لے اخذ جہ مسلم عن الش ۱۲ (منہ) لے اخذ جہ البوداؤد و البیہقی عن اوس الثقفی ۱۲ (منہ)

۳۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ۔ پیغمبر زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۴۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَا يُتْرَكُونَ فِي قُبُورِهِمْ هُمْ بَعْدَ أَرْبَعِينَ وَلَكِنَّهُمْ يُصَلُّونَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَخُ فِي الصُّورِ۔ پیغمبر زندہ ہیں چالیس روز کے بعد پھر قبروں میں مکلف کئے جاتے ہیں۔ قیامت تک اللہ کے سامنے نماز پڑھتے رہیں گے۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۵۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى مَائَةِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللَّهُ لَهُ مِائَةَ حَلَجَةٍ سَبْعِينَ مِنْ حَوَاجِ الْأَخْدَةِ وَثَلَاثِينَ مِنْ حَوَاجِ الدُّنْيَا ثُمَّ وَخَلَ اللَّهُ بِذَلِكَ مَلَكًا يَدْخُلُهُ عَلَى فِي قَبْرِى كَمَا يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ الْهَدَايَا يُخْبِرُنِي مَنْ صَلَّى عَلَى بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ فَأَثَبْتُهُ عِنْدِي فِي صَحِيفَةٍ بَيِّنَاءٍ۔ (بیہقی) اِنَّا عَلِيٌّ بَعْدَ مَوْتِي كَعَلِيٍّ فِي الْحَيَاةِ۔ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کوئی مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کی سوجا جت پوری کر دیتا ہے۔ بشر آخرت میں تیس دنیا میں۔ پھر اللہ ایک فرشتہ اس پر موکل (مقرر) کرتا ہے کہ وہ مجھے اس طرح یہ درود پہنچاتا ہے جیسے کوئی کسی کے پاس ہدیہ لے جاتا ہے (وہ مجھے درود پڑھنے والے کے نام و نسب کی بھی خبر دیتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم یہ درود فلاں بن فلاں کا ہے۔ میں اس کو اپنے ایک نورانی دفتر میں لکھ لیتا ہوں ۱۲ بیہقی) میری جان پہچان بعد موت بھی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ اب ہے۔

۱۔ اخذجه ابويعلى والبيهقي عن النسائي (۱۲ منہ) ۲۔ اخذجه البيهقي عن النسائي (۱۲ منہ) ۳۔ اخذجه البيهقي والاصمها في الترغيب (۱۲ منہ) (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۶۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَىَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى غَائِبًا بَلَغْتُهُ۔ جو شخص میری قبر کے پاس آکر درود پڑھے تو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے تو وہ مجھ کو پہنچا یا جاتا ہے۔ (انباء الاذکیار بیسوطی)

۷۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَكَ اعْطَاهُ اسْمَاعَ الْخَلَائِقِ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِي فَمَنْ أَحَدٍ يُصَلِّي عَلَىَّ إِلَّا بَلَغْنِيهَا۔ اللہ کا ایک فرشتہ ہے جسے تمام جہان کی باتیں سنائی دینے کا رتبہ عطا کیا ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا رہتا ہے جہاں کہیں کوئی مجھ پر درود پڑھے وہ مجھے پہنچا دیتا ہے۔ (انباء الاذکیار بیسوطی)

۸۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحُونَ يُبَلِّغُونَ مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ۔ اللہ کے کئی فرشتے سیاح ہیں چلتے پھرتے رہتے ہیں اور مجھے میری امت کا سلام پہنچا دیتے ہیں۔

۹۔ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ صَلَوةَ الْمُصَلِّينَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَأْتِي بِعَدَاكَ مَا حَالَهُمَا عِنْدَكَ فَقَالَ أَسْمَعُ صَلَوةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ وَتُعْرَضُ عَلَى صَلَوةٍ غَيْرِهِمْ عَرْضًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کیا گیا کہ فرمائیے جو لوگ دور سے آپ کو مخاطب کر کے درود پڑھیں یا بعد آپ کے تو ان کا درود سلام کیونکر آپ کو معلوم ہوگا۔ فرمایا

۱۔ أخرجه البيهقي في شعب الإيمان والاصبهاني في الترغيب عن أبي هريرة ۱۲ (منہ) ۲۔ أخرجه البخاري في تاريخه ۱۲ (منہ) ۳۔ رواه النسائي والدارمي عن انس ۱۲ (منہ) ۴۔ دلائل الخيرات ۱۲ (منہ)

میں اپنی محبت اور عشق والوں کا درد تو خود سن لوں گا اور انہیں پہچان لوں گا اور دوسروں کا درد مجھ پر پیش کر دیا جائے گا۔

۱۰۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتَ الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي وَاصِعٌ ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَإِنِّي فَلَمَّا دَفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَأَدَّ اللَّهُ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَى تِيَابِ حَيَاءٍ مِنْ عُمَرَ - میں اپنے حجرہ میں جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق مدفون ہیں کھلے کپڑوں جایا کرتی اور دل میں کہتی کہ کچھ حرج نہیں۔ آنحضرت تو میرے شوہر ہیں اور ابوبکر میرے باپ مگر جب عمرؓ ان کے ساتھ دفن ہوئے تو پھر عمرؓ سے شرم کی وجہ سے میں اس کمرے میں اس حالت میں داخل ہوتی ہوں کہ پردے کے کپڑے مجھ پر بندھے ہوتے ہیں۔

اجماع یا عمل اُمت : باتفاق اہل سنت و جماعت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الصحابة واعلمهم بالكتاب والسنة ہیں۔ بعد وفات سرور کائنات علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ان کا یہ مرثیہ ہے۔

وَدَعَانَا النَّوْحَىٰ إِذَا وَلَّيْتَ عَنَّا فَوَدَّعَنَا مِنَ اللَّهِ الْكَلَامُ
سَوَىٰ مَا قَدْ تَرَكْتَ لَنَا مَهِينًا تَضَمَّنَهُ الْقَدَرُ طَيْسَ الْكَلَامُ

۱۔ رواہ الامام احمد فی مسندہ ۱۲ (منہ)

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور قرآن و سنت کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ ۱۲۰۔

۳۔ جب آپ نے ہم سے منہ پھیر لیا (یعنی وفات پائی) تو وحی الہی اور اللہ کے کلام نے بھی الوداع کہہ دیا۔ سوائے اس کلام کے جسے آپ نے ہمارے لئے کاغذوں میں بند چھوڑ لیا ہے (شعر کا مفہوم لکھ دیا ہے)

(حضرت) عمر فاروق رضی اللہ عنہ

يَا أَيُّهَا أَنْتَ وَ أُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ كَانَ لَكَ جَذْعٌ تُخَطِّبُ النَّاسَ
عَلَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ اخْتَذْتَ مِنْبَرًا لَتَسْمِعَهُمْ فَخَنَّا الْجَذْعُ الْخ

(حضرت) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

كُنْتُ السَّوَادَ لِنَاطِرِي فَعَمِي عَلَيْكَ النَّاطِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَيْمَتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أَحَا ذِ سِرِّ

وَلَهُ الْيُضَا

يَا رَسُولَ اللَّهِ صَاقَ بِنَا الْفَضَاءُ وَجَلَّ الْخَطْبُ وَالنُّقْطَ الْإِخْصَاءُ
فَجَاهَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَاهًا مَرَفِيعٌ مَالِدِ فُجَعَةٍ انْتِهَاءُ
مَرْجُوَّتِكَ يَا ابْنَ أُمِّتٍ لِأَخِي مُحِبُّ وَالْمُحِبُّ لَهُ الدَّرَجَاءُ

۱۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ایک ستون سے
تکیہ لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہوئے تو آپ نے منبر بنوایا تاکہ لوگوں کو اپنا
کلام سنا سکیں تو وہ ستون رو دیا۔ (السيرة النبوية مفتی مکہ زینی وعلان رحمۃ اللہ علیہ)

۲۔ آپ میری آنکھ کی پٹلی تھے۔ پس آپ کی وجہ سے (یا آپ کے غم میں) آنکھ اندھی ہو گئی (عنی کد یا کو ساکن
کرنا خلاف قیاس ہے) آپ کے بعد جو شخص چاہے مرے (یعنی جو مرتا ہے مرتا رہے) مجھے تو
صرف آپ کی وفات کا ڈر تھا۔ (السيرة النبوية مفتی مکہ زینی وعلان رحمۃ اللہ علیہ)

۳۔ اے اللہ کے رسول (آپ کی وفات سے) وسیع زمین میرے لئے تنگ ہو گئی اور مصیبت
بہت بڑھ گئی اور دوستی منقطع ہو گئی۔ اے اللہ کے رسول آپ کا مرتبہ بہت بڑا ہے اس کی بلندی
کی کوئی انتہا نہیں۔ اے آمنہ کے فرزند میں آپ سے اُمید رکھتا ہوں کیونکہ مجھے آپ سے محبت ہے
اور محبت کو اپنے محبوب سے اُمید ہوا کرتی ہے۔

(حضرت) صفیہ رضی اللہ عنہا

الْأَيَّامَ رَسُولَ اللَّهِ كُنْتُ رَجَاءَنَا
وَكُنْتُ رَاحِيًا هَادِيًا وَمُعَلِّمًا
لَعَمْرُكَ مَا أَنْبَى النَّبِيَّ لِفَقْدِهِ
كَانَ عَلَى قَلْبِي لِذِكْرِ مُحَمَّدٍ
أَفَاطِمَ صَلَّيَ اللَّهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ
فَنَدَى لِرَسُولِ اللَّهِ أُمِّي وَخَالَتِي
فَلَوْ أَنَّ رَبَّ النَّاسِ أَبْقَى مُحَمَّدًا
عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ السَّلَامَ تَحِيَّةً

وَكُنْتُ بِنَابِئًا وَلَمْ تَكُ جَانِيًا
لِيَبُكَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيًا
وَلَكِنْ لِمَا أَخْشَى مِنَ الْهَرَجِ الْإِسْيَا
وَمَا خِفْتُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ لِلْكَوَايَا
عَلَى جَدَّتِ أُمِّي بِبَيْتِ ثَادِيَا
وَعَمِّي وَابَائِي وَنَفْسِي وَمَالِيَا
سِرْرًا وَلَكِنْ أُمْرًا كَانَ مَاضِيَا
وَأَدْخَلْتُ جَنَاتٍ مِنَ الْعُذُنِ مَرَامِيَا

(حضرت) فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جب مزار پر انوار پر آتی تھیں تو اپنے شوق و
اضطراب کو بیان کرتی تھیں ۷

۱۷ اے اللہ کے رسول آپ ہماری اُمید تھے اور آپ ہمارے محسن تھے خاک کا نہ تھے۔ آپ
بڑے مہربان بھی تھے اور ہادی و معلم بھی۔ ہر روز نے والے کو آج آپ پر رونا چاہیے۔ اے خالہ
تیری زندگی کی قسم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کے
بعد آنے والے فتنہ و آشوب کے ڈر سے رو رہی ہوں۔ گویا آنحضرت کی یاد اور آپ کے بعد آنے والے
واقعات کے ڈر سے میرے دل پر داغ دینے کے گرم لوسے رکھے ہوئے ہیں۔ اے فاطمہ اللہ تعالیٰ جو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے اپنی رحمت نازل فرمائے اس قبر پر جو بیشب (مدینہ منورہ) میں موجود ہے۔ رسول خدا
پر میری ماں، خالہ، چچا اور میرے آباؤ اجداد اور خود میری فئات اور میرا مال فدا ہو جائے اگر کوئی کا پورے گارہم میں
آنحضرت کو باقی رہنے دیتا تو ہم خوش ہوتے لیکن اس کا حکم باری ہو کر رہتا ہے آپ پر اللہ کی طرف سے سلام ہو اور آپ
رامنی خوشی جنت عدن میں داخل ہوں۔ ۷ طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۲ مطبوعہ بیروت ۱۲

اِذَا اسْتَدَّ شَوْقِي نَزَرْتُ قَبْرَكَ يَا
 اَيَّاسَاكِنَ الْغُبَرَاءِ عَلَّمْتَنِي الْبُكَاءَ
 اَلْوُحَّ وَاسْكُومَا اَرَكَ مَجَاوِبَ
 وَذَكَرَكَ اَلنَّسَاءِ فِي جَمِيعِ الْمَصَابِيبِ
 فَمَا كُنْتُ عَنْ قَلْبِ الْحَزِينِ لِغَائِبِ

(حضرت) علی بن حسین رضی اللہ عنہما

يَا مُصْطَفَا يَا مُجْتَبَا!

کتب سیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ جب قاتلانِ امام علیہ السلام آپ کی شہادت
 کے بعد پس ماندگانِ اہل بیت نبوت کو دمشق کی طرف اسیر کر کے چلے تو جناب
 زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان بیٹوں سے حضورِ اقدس نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم میں استغاثہ کیا۔

يَا جَدِّ مِنْ حَوْلِي يَتَا حِيٍّ وَلِخَوْقِي
 يَا جَدِّ مِنْ ثَكَلِي وَطَوَّلِ مُصِيبَتِي
 بِالذَّلِّ قَدْ سَلَبُوا الْقَنَاعَ وَجَبَدُوا
 لِمَا عَايَنَهُ اقْوَمُوا أَقْعُدُوا
 يَا جَدِّ نَا مَحْدٍ الْحُسَيْنِ وَمَوْرَدِ

اے جب میرا شوق بڑھ جاتا ہے تو آپ کی قبر کی روتے ہوئے زیارت کرتی ہوں اور نوحہ کرتی ہوں شکایت
 کرتی ہوں مگر دیکھتی ہوں کہ آپ جواب نہیں دیتے (نحوی ترکیب کے لحاظ سے مجاوب منصوب ہونا چاہیے
 لیکن آخری دو شعروں میں حرفِ روی مکتوب ہے) اے زمین میں سکونت رکھنے والے تو نے مجھے
 رونا سکھا دیا۔ اور تیری یاد نے میری تمام مصیبتیں بھلا دیں۔ اگر آپ مجھ سے قبر میں غائب ہیں (تو کیا ہوں)
 آپ میرے غمزدہ دل سے غائب نہیں۔ ۱۲۔

۱۳۔ اے مصطفیٰ! اور اے مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری نافرمانی پر رحم فرمائیے۔ ۱۲۔
 ۱۴۔ مذکورہ اشعار میں بہت سی اخلاط ہیں ان کی اصل نہیں مل سکی اس لئے ان کا ترجمہ اور تفصیح نہیں ہو سکی۔
 ۱۵۔ مدارج النبوت و صل دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۵۔ ۱۲۔

یا خالق انت الرقیب علیهم
یا والدی المشفق علی المذنبین
یا امحی الزهراء قومی وعددی
هذا حبیبك بالحديد مقطع
والطيبون بنورك قتلی حولہ
هذا مصائب ما اصاب بمثلہ
فی فعلہ ظلما وانت الشاہد
مال العدو بنا قد مہد!
و جميع املاك السماء تشهد
و مخصب بدمائہ متشهد
فوق الصعید مفرج ومجرد
بشر من المخلوق الا واحد

بہجتہ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت سید ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جب
مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو روضہ مطہرہ پر دست بستہ کھڑے ہو کر التماس کیا
فی حالت البعد ما وحی کنت ارسلہا
و هذه نوبۃ الاسباح قد حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک نکالے اور مصافحہ کیا۔
اور بھی جناب قدسی مآب نے رفع اشتباہ مشتبہین کے لئے دور سے حضرت کریم
میں گزارش کی ہے۔

۱۔ دوری کی حالت میں تو میں اپنی روح کو جو میری قائم مقام سے بھیجا کرتا تھا تاکہ آپ کی زمین کو بوسہ
دے۔ اب نوبت جسموں کی حاضری کی ہے جو حاضر ہو گئے۔ اپنے دست مبارک دراز کیجئے
تاکہ میرا ہونٹ اُن (کو چومنے سے) بہرہ ور ہو۔ ۱۲۔

۲۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے
مذکورہ اشعار بھی اُن کی طرف منسوب کئے ہیں۔ بعض کتابوں میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت موجود تھے اور یہ واقعہ نوے ہزار کے مجمع
میں پیش آیا (فضائل ج ۱ ص ۱۳)

87016
159592

يَا حَبِيبَ الْإِلَهِ خُذْ بِيَدِي
غَيْرَ عُدْوَاكَ لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ
إِعْتِصَامِي سِوَى جَنَابِكَ لِي
وَمِنْهُ أَيْضًا

يَا حَبِيبَ اللَّهِ انْظُرْ حَالَنَا
خُذْ بِيَدِي سَهْلُ لَنَا أَشْكَالَنَا

شیخ امام بوصیری قدس سرہ:

يَا أَلَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مِنَ الْوُذُبِ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
اسی طرح کسی کو اہل علم و اعتماد سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی،
حیات اور سمع میں اختلاف نہیں اور جاہلوں کا مرض لاعلاج ہے۔ فرد
دانا کے لئے کافی ہے اک لفظ نصیحت نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

اے خدا کے حبیب میری دستگیری فرمائیے کیونکہ میری عاجزی اور در ماندگی کے لئے آپ کے
سوا اور کوئی نہیں جس پر میرا اعتماد ہو۔ دونوں جہانوں میں آپ کی دست آویز کے سوا اس علیل و ذلیل
کے لئے کوئی نہیں جس پر میں بھروسہ کر سکوں۔ اے میرے آقا آپ کی جناب کے سوا کوئی ایسا نہیں جسکی پناہ میں
میں اے اللہ کے رسول ہماری بات سنیے اور اے اللہ کے حبیب ہمارے حال کو ملاحظہ فرمائیے۔ میں
غم کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں میری دستگیری کیجئے اور ہماری مشکلات کو آسان کیجئے۔ (۱۲) اِسْمَعِ
اور اَنْظُر میں ہمزہ وصلی ہے اسے درج کلام بطور ہمزہ قطعی استعمال کرنا صحیح نہیں)

اے اے تمام مخلوق سے بزرگ تر آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں کہ کسی بڑے حادثے کے نازل ہونیکے وقت میں اسکی پناہ میں

یہ دونوں اشعار مولانا عبدالحق علیہ الرحمۃ اسی حدیث اللہ علیہ وسلم سے خاتمہ میں تفسیر رحمت اللہ علیہ کی طرف منسوب کئے ہیں۔

فتویٰ

فتویٰ - انبیاء و اولیاء کا دور کتنا ہے؟

مولانا مولوی غلام قادر صاحب بھیروی عم فیضہ
السَّامِعُ مِنَ الْبُعِيدِ لِلْأَوْلِيَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَالْأَنْبِيَاءِ
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سَيِّدِ الرَّسُلِ عَلَيْهِ وَآلِهِ الصَّلَاةُ وَ
فَعْدُ الْأَوْلِيَاءِ قَدْ سَ سِرُّهُ حَقٌّ ثَابِتٌ بِالْقُرْآنِ وَالْأَحَادِيثِ
وَكَلَامِ الْعُلَمَاءِ الدِّسِّغِينَ الصَّالِحِينَ - وَهِيَ عَقِيدَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ
وَالْجَمَاعَةِ - وَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ وَالْمُخَافَةُ يَتَّبِعُ فِي تَبَرُّ
الْخِيَالِ وَالْخِيَالُ الْمُغْتَالُ -

ماقمہ الفقیر غلام قادر س عفی عنہ ساکن بھیرہ

مولانا مولوی غلام رسول صاحب عادل گڑھی عم فیضہ
تمام اہل سنت و جماعت اعتقاد بحیوۃ النبی و سمع و ادراک و جواز ندا دارند۔
احقر غلام رسول ساکن عادل گڑھ

مولانا مولوی غلام رسول صاحب امرتسری عم فیضہ
یہ خطاب درست ہے کیونکہ اس میں اور اس خطاب میں جو التحیات میں ہوا

لے اولیائے کرام اور انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا دور سے مُنفَا،
قرآن و احادیث اور علمائے راسخین کے کلام سے ثابت ہے اور اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ
ہے اور آیاتِ حق کے بعد گمراہی ہوگی۔ اور مخالف خیال کے بیابان میں حیران و سرگرداں رہے گا۔ ۱۲
۱۲ تمام اہل سنت انبیاء کے ذمہ ہونے اور ان کے سُننے دیکھنے اور ان کو ندا (یا) کے ساتھ
پکارنے کے جواز کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ۱۲

کرتا ہے کچھ فرق نہیں۔ جب اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہنا بالاتفاق بین

الائمۃ الاربعہ درست ہوا تو یہ بھی درست ہے۔ واللہ اعلم

عبداللہ الغنی غلام رسول الحنفی عفی عنہ

مولانا مولوی محمد عبدالجبار صاحب امرتسری علم فیضہ

اگر نیت قائل اسماع حق تعالیٰ آل جناب راست بصیغہ خطاب می گویم

جائزہ است۔ واللہ اعلم۔

عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی اسلفی عفا اللہ عنہما

مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی علم فیضہ

مرآۃ ابواب اخی مولوی عبدالجبار صاحب اتفاق است

ابوسعید تقلم خود عفی اللہ عنہ

نوٹ:- مولانا عبدالجبار اور مولانا محمد حسین صاحبان اہل حدیث ہیں۔

۱۔ اگر کہنے والے کی نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کو سنا دیتا ہے تو صیغہ خطاب سے پکارنا جائز ہے! ۱۱

۲۔ مجھے بھی برادر مولوی عبدالجبار صاحب کے جواب سے اتفاق ہے۔ ۱۲

آغاز قصیدہ مبارکہ بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ فَاصِدًا
أَسْرَجُوا بِرَأْسِنَاكَ وَاحْتَجَى بِحِمَاكَ

معنی بیت - اے سیدوں کے سید - پیشواؤں کے پیشوا! میں دلی قصد سے
آپ ہی کے حضور آیا ہوں - آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں - اور
اپنے آپ کو سب برائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں -

اے پیشوائے دوسرا در پہوں تیرے پڑا | چشم کرم بہر خدا چشم کرم بہر خدا
تیری عنایت چاہیے تیری حمایت چاہیے | مطلوب ہے تیری طلب محبوب ہے تیری رضا

آل حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سید السادات ہونے میں کسی کو کلام نہیں
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا ہے
لَیْسَ اَسَیْدُ اَسَیْدٍ اِلَّا اَنِّیْ اَلْکَذَا فِی التَّفَاسِیْرِ اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے
مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رَّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ
خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ (پک ۲۷) یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے تو کسی کا باپ
نہیں ہے لیکن اللہ کا رسول اور نبیوں کا پورا کرنے والا ضرور ہے - ختم باختر
رسانیدن کذا فی المنتخب وغیرہ - پس آپ نبیوں کے پورا کرنے والے ہیں - بجز

۱۔ ابو نعیم نے علیہ میں اور ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابی طفیل سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک میرے دس
نام ہیں - ۱۔ محمد - ۲۔ احمد - ۳۔ فاتح - ۴۔ خاتم - ۵۔ ابوالقاسم - ۶۔ عاشق - ۷۔ عاقب - ۸۔ ماجی
۹۔ لیلیٰ - ۱۰۔ طے - ۱۱۔ الدار المنظم (منہ)

آپ کے کمی تھی تکمیل آپ کے وجود باوجود سے ہوئی تو کمال آپ ہی کو حاصل ہوا۔ پس سید (پیشوا) یہی ہیں۔ کیونکہ پیشوائی اہل کمال کو لائق ہے اور خاتم النبیین سے ثابت ہو چکا ہے کہ درجات انبیاء کے پورا کرنے والے آپ ہیں۔ کیونکہ سب پیغمبروں کو اکیلے اکیلے جو کمال حاصل تھے۔ وہ سب کے سب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف میں کلیتہً موجود ہوئے۔ اس صورت سے بھی سیادت اور پیشوائی کے حقدار آپ ہیں۔ **فَالنَّبِيُّ الْأُمِّيُّ** سَيِّدٌ مِّنْ أَتَى وَجِبْهٍ كَانَ۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمُ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (پس ۱) یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور جن کو فضیلت دی ہے ان میں سے (کوئی تو وہ ہے کہ کلام فرمایا اس سے اللہ نے) اور بعض کا درجہ بلند کیا ہے۔

اور بعض سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جیسے کہ تفسیر معالم وغیرہ میں ہے اور تفسیر مظہری میں ہے کہ اونچے درجے والے سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اور آپ کا فاضل و رفیع الدرجات ہونا وحی غیر منلو سے بھی ثابت ہے جو مجمع علیہا امت ہے۔ انتہی اور مظہری والے نے بعد اس

۱۔ پس نبی اُمی ہر وجہ اور ہر طریقے سے سردار ہیں۔ ۱۲۔ **لَهُ وَهُوَ قَوْلُ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا ذُكِرْتَ ذُكِرْتَ مَعِيَ عَنِ اللَّهِ** تعالیٰ عند تفسیر قولہ جل جلالہ **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ**۔ ۱۲ معالم (منہ) (ترجمہ یعنی حضرت جبرائیل نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے (جب میرا ذکر ہوتا ہے تو میرے ساتھ تیرا بھی ذکر ہوتا ہے) **رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** کی تفسیر میں صاحب معالم نے اس کا ذکر کیا ہے)

کے بہت سی حدیثیں جو مشتمل بر فضیلت آپ کے دیگر انبیاء پر ہیں ذکر کی ہیں۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیثیں اگرچہ از قسم آحاد ہیں۔ لیکن معنی متواتر اور مقبول حدیثیں وائمہ اعلام ہیں۔ یہ بھی وطبرانی وابن عساکر نے حضرت عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل نے بیان کیا کہ میں نے تمام زمین پر شرقاً غرباً پھر پھر کر دیکھا لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی شخص اور بنی ہاشم سے کوئی قوم افضل نہیں دیکھی۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعقبات علی موضوعات ابن الجوزی میں لائے ہیں کہ ابو نعیم نے حلیہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اور حاکم نے مستدرک صحیح میں حضرت عائشہ و جابر سے بھی اور اسی نے بسند صحیح ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَعَلِيُّ سَيِّدِ الْعَرَبِ** : میں سرور اولاد آدم ہوں اور علی سرور عرب ہے۔

اور ابن عساکر نے قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے **أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَأَبُو بَكْرٍ سَيِّدُ كَهُولِ الْعَرَبِ وَعَلِيٌّ** میں تو تمام اولاد آدم کا سرور ہوں۔ اور ابو بکر عرب کے میانہ عمر والوں کا

احمد ابن سعد نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ جب علیمہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا تو آپ کی والدہ آمنہ نے فرمایا کہ اے علیمہ! جس بچہ کو تو نے لیا ہے اس کی شان عجیب ہے۔ میں جب اس سے معاملہ کرتی تو مجھے کہا گیا تھا کہ جب تو جنے تو اس کا نام احمد رکھو۔ کیونکہ سید العالمین یعنی تمام جہان کا سرور ہے۔ الخ ۱۲ الدر المنظم۔ مختصر من الحدیث (منہ)

سَیِّدُ الْعَرَبِ
 اور مُسْلِم میں بروایت ابی ہریرہ اور ترمذی میں ابی سعید سے مروی ہے کہ پیغمبر
 خدا علیہ وآلہ التحیۃ والثناء نے فرمایا:
 أَنَا سَیِّدُ وَلَدِ آدَمَ یَوْمَ
 الْقِیَامَةِ
 یعنی قیامت کو (کہ موقع اظہار حقیقت
 ہے) میں ہی اولادِ آدم کا سردار اور پیشوا
 ہوں گا۔

اور چونکہ انبیاء اپنی اپنی اُمت کے پیشوا اور سردار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم انبیاء و مرسلین کے پیشوا۔ تو آپ سید السادات ہیں۔ وَالْحَمْدُ
 لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

قَاصِدًا۔ اس واسطے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قصدِ خدمت
 کے سوا اور کوئی غرض یہاں آنے کی نہیں۔ آنا محض بقصدِ نیت سعادتِ اندوزی
 لازمِ حالِ حضور ہے۔ جذبِ القلوب میں ہے۔

مَنْ جَاءَنِي مُرَادًا لَا تَحْمِلُهُ
 حَاجَةٌ إِلَّا يَأْتِيَنِي كَأَن كَانَ حَقًّا
 عَلَيَّ أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ
 الْقِيَامَةِ۔
 یعنی جو شخص میری زیارت کو آئے بشرطیکہ
 اسے سوائے میری زیارت کے اور کوئی
 کام نہ ہو۔ تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں
 قیامت کو ضرور اس کی سفارش کروں گا۔

زیارت کی نیت سے حاضری

اور بھی حدیث میں ہے
 مَنْ سَارَرَ نِي مُتَعَمِّدًا كَانَ فِي
 جَوَارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔
 یعنی جو شخص میری زیارت کرے اور اس
 کا اصلی مقصود میرے پاس تک آنے کا یہی

ہو تو وہ قیامت کو میرے پڑوس میں ہوگا

اَنْ جُوْرًا صَاحِبًا - خوشنودی خدا تعالیٰ کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے بجز اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو۔ کیونکہ خوشنودی آپ کی موجب خوشنودی خدا ہے۔ اسی واسطے صلح حدیبیہ میں جب مومنوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت استرضائے (حصولِ خوشنودی) آپ سے بیعت کی (کہ جب تک بیان ہے میدان سے نہ نکلیں گے تالی کہ آپ ہم پر راضی ہو جائیں) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی خوشنودی کو اپنی خوشنودی ٹھہرایا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ - (پہلے ۱۱) (الایۃ) بتحقیق اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے راضی ہوا جبکہ انہوں نے تیری بیعت کی۔ شکوۃ شریف میں (نقل عن البیهقی فی شعب الایمان) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ سَرَّخَنِي فَقَدْ سَرَّ اللَّهُ وَمَنْ سَرَّ اللَّهُ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ خلاصہ یہ ہے کہ جس نے مجھے خوش کیا گویا اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ سے بہشت میں داخل کرے گا۔

الغرض آپ کے تمام منسوبات فی البیۃ والرسالة منسوبات بحق ہیں۔ جیسے مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ اور وَمَا سَأَلْتُمُوهُ إِذْ سَأَلْتُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَاحٍ اور يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ۔ اور بخاری میں ہے مَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا

۱۔ جس نے رسول کا حکم مانا ہے شک اس نے اللہ کا حکم مانا (پہلے ۸) اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی (پہلے ۱۴) اور ان کے ہاتھوں پر (جن سے انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کیا) اللہ کا ہاتھ ہے

رضائے مصطفیٰ رضائے خدا ہے

فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمُحَمَّدٌ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ - جس نے محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ جل جلالہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی تو گویا اُس نے اللہ کی نافرمانی کی - اور محمد ہی فرماں
 برداروں اور سرکشوں میں فرق ہے - نیز حدیث میں آیا ہے کہ جس نے مجھ کو خفا کیا -
 اس نے خدا کو خفا کیا اور جس نے مجھ کو راضی کیا اس نے خدا کو راضی کیا - اور جس
 نے میری نافرمانی کی اس نے گویا خدا کی نافرمانی کی - اور جس نے میری فرمانبرداری کی
 اس نے گویا خدا کی فرمانبرداری کی - چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں قُلْ إِنْ كُنْتُمْ
 تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (پ ۱۲ ع ۱۲) تو کہہ کہ اگر تم اللہ سے
 پیار لگانا چاہتے ہو تو پہلے مجھ سے پیار لگاؤ - میرے ساتھ پیار لگانے سے اللہ خود بخود
 تم سے پیار کرے گا کیونکہ میری خوشی اس کی خوشی ہے -

وَاللَّهُ يَأْخِذُ الْخَلَائِقَ إِثْرًا !

(۲) قَلْبًا مَشْقُوتًا لَا يَرُدُّهُ سِوَاكَ

معنی بیت بہ اللہ کی قسم! اے بہترین مخلوقات تحقیق میرا دل آپ کی زیارت
 کا بہت ہی شوق رکھتا ہے - سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں چاہتا -

اے رہنمائے گمراہوں، اے بہترین جہاں | اے خاتمِ پیغمبراں، اے مظہرِ نورِ خدا
 رہتے ہیں تیرے شوق میں مضطرب و جان و جگر | راحت کہاں تیرے بغیر الفت کسے تیرے سوا
 واللہ قسم اس لئے کھائی کہ قسم سے کلام موکد ہو جاتا ہے اور اللہ سے زیادہ
 عظمت اور بزرگی والا کون ہے کہ جس کی قسم لائق تسکین مخاطب ہو -

ترمذی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ۔ جس نے سوائے اللہ کے کسی اور شے کی قسم کھائی تو گویا اس نے شرک کیا۔
خَيْرُ الْخَلَائِقِ۔ بے شک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب مخلوقات سے بہتر ہیں۔

ترمذی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَنْتَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ سَمْعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا؟ فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ قِبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ بَيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خلاصہ یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب خیر الناس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے بحالتیکہ گویا انہوں نے کسی بد انجام سے آپ کے نسبِ عالی کی نسبت کوئی نامناسب بات سنی ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ میں کون ہوں؟ سب نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا یہ تو ہے ہی پر بطور شخصیت میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمام خلقت کو پیدا کیا اور مجھے مخلوقات کے بہترین نوع میں کہ وہ نوع انسانی ہے بنایا۔ پھر کئی فرقے بنائے مجھے ان سے بہترین فرقے میں بنایا۔ پھر اس کے بھی کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو ان سے بہترین

قبیلے میں بنایا۔ پھر اس کے کئی گھر بنائے۔ مجھے ان سے بہترین گھر میں پیدا کیا۔ تو میں ان سب سے بذاتِ خود بھی بہتر ہوں اور میرا گھر ان سے بھی ان سے بہتر ہے۔
اس حدیث سے بوضوح تمام آپ کا خیر الانام ہونا ثابت ہو گیا۔
لَا يَزُومُ - دل آپ کے سوا کسی اور شے سے نہیں لگتا۔ یعنی مجر آپ کے میرے
دل میں صبر و قرار نہیں اور دلی محبت کی شرط بھی یہی ہے کہ دل سوائے محبوب کے
اور کچھ نہ چاہے۔ وَمِنْ حَيْثُ قَالَ مَنْ قَالَ الْعِشْقُ نَارٌ يُحْدِقُ
مَا سِوَى الْمَحْبُوبِ -

عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

وَبِحَقِّ جَاهِكَ إِنِّي بِكَ مُغْرَمٌ

(۳) وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي أَهْوَاكَا

معنی بیت - اور مجھے قسم ہے آپ کے رتبہ برتر کے حق کی۔ کہ تحقیق میں آپ
کا عاشق ہوں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔

۱۔ حُبِّ اسمیت مرصفاً مودت را موضوع از انچه عرب صفایا صفت چشم انسان را حُبُّ الانسان خوانند چنانچه سویدائے دل حُبُّ القلب۔ پس این یکے محل محبت آمد و آل یکے محل رویت ازاں معنی بود کہ دل و دیدہ اند و دوستی مقارن بود ۱۲ (کشف المحجوب) (منہ)

(حُبِّ ایک اسم ہے جو صفائے محبت کے لئے وضع کیا گیا ہے اس لئے اہل عرب آنکھ کے تل کو حُبَّتُ الْإِنْسَانِ (آنکھ کی تپلی کا تل) کہتے ہیں جیسا کہ وہ دل کے نقطہ سیاہ کو حُبَّتُ الْقَلْبِ (دل کا سیاہ دانہ یا نقطہ) کہتے ہیں پس یہ ایک (حُبُّ القلب) تو محبت کا محل ہے اور دوسرا حُبَّتُ الْإِنْسَانِ رویت کا محل ہے یہی وجہ ہے کہ دل اور آنکھ محبت میں - متصل ہیں)

اے سرورِ والا شتم جاہِ مبارک کی قسم | | جان آپ پر قربان ہے دل آپ کا ہے مبتلا
 میں اور اُلفت کا بیاں میرا یہ میری زباں | | اللہ کو معلوم ہے میری محبت کا پتہ
 بِحَقِّ جَاهِلِكَ - اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں - ۱۔ یہ کہ قسم ہے آپ کے درجہ
 برتر کے حق کی جو ہم پر ہے - ۲۔ یہ کہ قسم ہے آپ کے درجہ برتر کے حق کی جو اللہ
 کے نزدیک ہے - مزید یہ کہ ہم ان سے دلی محبت رکھیں اور ان کے کہے پر چلیں اور
 ہٹائے سے نہیں اور اس شکر یہ میں کہ انہوں نے ہم کو راہِ ہدایت دکھائی۔ ان کے
 لئے پروردگار سے بعثت فی مقام محمود چاہیں اور ان پر بکثرت صلاۃ و سلام
 بھیجیں اور کسی وقت ایک ذرہ بھی ان کی مخالفت نہ کریں۔ کیونکہ آپ کی ذرا سی
 مخالفت بھی کفر اور ناحق شناسی اور ناسپاسی ہے اور آپ کی محبت و اُلفت اُمت
 ہے۔ آپ کے حق جو ہم پر ہیں وہ بھی علاوہ ان حقوق کے جو اُس واحد یگانہ کے ہم
 پر ہیں۔ خدا کے ہی حق ہیں۔ گویا خدا کے رتبہ اعلیٰ و ارفع کے حق کی جو ہم پر ہیں قسم
 کھائی ہے۔ مگر اس میں کیا شبہ ہے اللہ کے نزدیک آپ کا بہت بڑا رتبہ ہے چنانچہ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا فَعَلْنَاكَ ذِكْرًا (پتہ ۱۹) اور ہم نے بلند کیا ہے
 تیرے لئے تیرے ذکر کو۔ معالم میں ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جبریل سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو اس نے کہا معنی اس
 کے یہ ہیں۔ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ یعنی جب میں ذکر کیا جاؤں تو تو بھی میرے
 ساتھ ہی ذکر کیا جائے۔ مواہب لدنیہ میں منقول ہے کہ ابن عساکر نے حضرت سلمان
 فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی
 نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے طور پر بے واسطہ کلام کیا اور عیسیٰ

اللہ اعلم

علیہ السلام کو روح القدس سے بھرا اور ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور آدم علیہ السلام کو صفی کہا۔ آپ کو کونسی بزرگی دی؟ پس جبریل نازل ہوئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ابراہیم کو خلیل کیا ہے تو تجھ کو حبیب اور اگر موسیٰ سے زمین پر کلام کیا ہے تو تجھ سے آسمانوں پر اپنے انتہائے قرب میں۔ اگر عیسیٰ کو روح القدس پیدا کیا ہے تو تیرے نام کو پیدائش عالم سے دو ہزار سال پیشتر پیدا کیا۔ اور میں نے آسمان و زمین میں تیرے واسطے وہ چیزیں پیدا کیں کہ اولین و آخرین سے کسی کے لئے مہیا نہیں کیں۔ اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا تو تجھ کو خاتم الانبیاء کیا۔ تجھ سے زیادہ بزرگ کسی کو نہیں بنایا۔ تجھ کو حوض، شفاعت، ناقہ، عصا، تاج، علم، حج، عمرہ، رمضان اور شفاعت مطلق عطا کی۔ سب کچھ تیرے لئے ہے یہاں تک کہ میرے عرش کا سایہ بھی تیرے سر پر پھیلا ہوا اور تاج الحمد تیرے سر پر رکھا ہوگا۔ تیرا نام میرے نام کے ساتھ مقرون ہے جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا بھی ذکر ہوگا۔ اور میں نے دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جلا دوں۔ میرے حبیب! اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ تمام جہان سے برتر ہے۔ اور کس کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ باری تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کا نام ہو۔ یہ محض آپ کی شان ہے۔ توحید ہی میں دیکھو کہ ہر چند کوئی شخص توحید الہی پکارتا ہو لیکن جب تک تصدیق رسالت آل جناب صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرے مقبول نہیں چنانچہ قرآن

لَعَنَ اِنَّ مَرَّوَسَ الْقُدُسِ لَفِثَ فِي مِرْوَعٍ (صحاح) (میرے دل میں ڈالا گیا یعنی مجھے الہام ہوا) اس سے روح القدس کے نازل ہونے میں کچھ خصوصیت عیسیٰ علیہ السلام کی نہ رہی ۱۲ (منہ)

مجید ناطق ہے مَنْ يَتَّبِعْ عَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ کے سوا کہ وہ ذریعہ اسلام ہے کوئی دین نہ کوئی
عبادت نہ کوئی عمل مقبول ہوگا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ برتر (مجمع رسالت
ونبوت و ولایت و عبدیت ہے) کا حق باری تعالیٰ عز اسمہ نے محض اپنی عنایات
بے غایات سے بے الزام لازم کر رکھا ہے وہی ذات بے مثل ہے۔ اور
قاعدہ ہے کہ کبھی دال کا ذکر کرتے ہیں اور مراد مدلول کی ہوتی ہے چنانچہ علم بیان
میں ضمن دلالت مذکور ہے۔ پس اس طرح بھی ذات واحد باری تعالیٰ کی قسم کھائی ہے
مسئلہ۔ دُعَا میں بحق کسی کے کہنا جائز ہے۔ ہر چند کہ اللہ پر کسی کا حق نہیں۔
لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے آپ پر لازم کر رکھا ہے چنانچہ
سورۃ یونس میں فرمایا ہے ثُمَّ نَبِّیْیُ سُرُسُلْنَا وَ الَّذِیْنَ آمَنُوا کَذٰلِکَ حَقًّا
عَلٰی نَا نَبِّیِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اور سورۃ روم میں وَ کَانَ حَقًّا عَلٰی نَا لِنَصْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور صحیحین میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

دُعَا میں بحق کسی کے کہنا جائز ہے

۱۔ جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا (پ ۱۷ ع ۱۱)
۲۔ دلالت کی تین قسمیں ہیں ۱۔ دلالت وضعی مطابق جیسے دلالت انسان کی حیوان ناطق پر ۲۔
تضمنی جیسے دلالت انسان کی حیوان پر ۳۔ التزامی جیسے دلالت انسان کی کہنے والے پر۔ ۱۲۔
عدالت (منہ)

۱۳۔ پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے بات یہاں ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق
ہے مسلمان کو نجات دینا (پ ۱۷ ع ۱۵)

۱۴۔ اور ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا (پ ۱۷ ع ۸)

قَالَ كُنْتُ بِرَأْفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ
لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُوْخَذَةٌ الرَّحْلُ فَقَالَ يَا مَعَاذُ هَلْ
تَذَرِي مَاحِقُ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَاحِقُ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ
اللَّهُ وَسِرَّ سُوْلُهُ اعْلَمْتُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يُعْبُدُوهُ
وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا
يُشْرِكُ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا سِرَّ سُوْلَ اللَّهِ أَفَلَا أُلَبِّسُ بِهِ النَّاسَ
قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَكَبَّرُوا - کہ ایک دفعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پیچھے خچر پر سوار تھا اور سوائے پچھلے موڑ زین کے میرے اور آپ کے درمیان
کوئی شے حامل نہ تھی۔ آپ نے فرمایا اسے معاذ تو جانتا ہے کہ اللہ کا حق بندوں
پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتے
ہیں۔ فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے
ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کو
کہ جس نے اس کے ساتھ شریک نہ کیا ہو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا
کہ میں لوگوں کو ایسی خوشخبری سناؤں۔ فرمایا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بھروسہ کر بیٹھیں۔
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بندوں کا حق بھی اللہ پر ہے۔ پس اللہ کے
بندوں سے لہجوائے حدیث جن کا موجد ہونا اور نیک عمل ہونا یقینی ہو تو اللہ پر
ان کا حق مغفرت و رحمت ہے اور وہ جو اللہ کا حکم مانتے ہیں اور اس کا حق بجا
لاتے ہیں تو اللہ ان کا حق نہیں بھولتا فَادْكُرُوْنِي اِذْ كُنْتُمْ اَوْ رُبَّمَا حَدِثْ

۱۔ پس یاد کرو تم مجھ کو یاد کروں گا میں تم کو (پ ۱۷)

میں ہے مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَآءٍ۔ اسی واسطے اگر کوئی ان کے حق سے دُعا مانگے
تو جائز ہے لِأَنَّ لَهُمْ سَافَةً لِأَعْيَا سِرَاهِمُ اور سائل محروم نہیں رہتا۔ لِعِزَّتِهِمْ
عِنْدَ اللَّهِ وَهَذَا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَى أَوْلِيَائِهِ۔

جناب محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب فاطمہ بنت اسدؓ والدہ
ماجدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فوت ہو گئیں تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ان کی لحد میں لیٹے اور یہ دُعا پڑھی۔ اللَّهُ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ
حَيٌّ لَا يَمُوتُ اغْفِرْ لَأُمِّي فَاطِمَةَ بِنْتِ اسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَيْهَا
مَدْ خَلَهَا بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي فَإِنَّكَ أَرْحَمُ
الرَّاحِمِينَ۔ اللہ وہ جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور ہمیشہ زندہ ہے کہ نہیں
مرتا۔ اے رب میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کی قبر کو کشادہ کر دے
اپنے نبی کے حق سے اور دوسرے نبیوں کے حق سے جو پہلے مجھ سے رہتے۔ کیونکہ
تو بے شک سب سے بڑی رحمت والا ہے۔ اور مشکوٰۃ کے باب الرحمتہ و
الشفقة میں لکھا ہے مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْدِ أَخِيهِ بِالْمَغِيبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى
اللَّهِ أَنْ يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ۔ جو کوئی کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرنے سے کسی کو
روکے تو اللہ پر حق ہو گا کہ اُس کو آتش دوزخ سے آزاد کرے اور بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عِرْضِ

۱۱۔ جو شخص اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جائے گا۔ ۱۲۔

۱۳۔ کیونکہ ان کے لئے بہت مہربانی ہے ان کے اغیار کی وجہ سے۔ ۱۴۔
۱۵۔ ان کی اس عزت کی وجہ سے جو اللہ کے نزدیک ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے اپنے مقبولوں پر۔ ۱۶۔

اَخْبِرْ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ اَنْ تَدْعَ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ
ثُمَّ تَلَاهِي هَذِهِ الْآيَةُ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا لَنْضُرَ الْمُؤْمِنِينَ بِوَكُوفِي كَسِي كُو
كُسى مسلمان بھائی کی آبروریزی سے بند کرے تو اللہ پر حق ہوتا ہے کہ اس سے قیامت
کے دن دوزخ کی آگ دور کرے پھر آپ نے اس کے ثبوت کے واسطے کہ
اللہ پر بھی بندوں کا حق ہے یہ آیت وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا لَنْضُرَ الْمُؤْمِنِينَ
پڑھی۔

پس مذکورہ آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ بندوں کا حق بھی اللہ پر ہے۔
وَعَاوَسُوَال میں کسی نبی یا ولی کے حق کو وسیلہ اجابت کرنا منع نہیں۔
اِنَّنِیْ بِكَ مُخَذَّمٌ۔ میں آپ سے دلی اُلفت رکھتا ہوں کیونکہ زبان بغیر دل
کے کچھ نہیں بلکہ عین نفاق ہے۔ اس واسطے غرام کا لفظ مذکور ہوا جس کے معنی
حرص رکھنے اور شفیقگی اور دلی محبت رکھنے کے ہیں۔

فرد: دل جانم فدائے جاناں باد کہ دل و جاں وجودِ عالم اوست
اور پھر بلفظ وَاللّٰهُ لَعَلَّمُ اللّٰہ کی گواہی سے اپنی اس محبت کو موکد اور مصدق
کر کے تکرارِ اِنِّیْ اَهْوَاک سے تخصیص کر دی ہے۔

واضح ہو کہ محبت آپ کی عین ایمان ہے جس کو آپ کی محبت نہیں اس کا ایمان
نہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے النَّبِیُّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الْفُسْهِمِ
(پطع ۱) یعنی نبی مومنوں کو اُن کی جانوں سے زیادہ تر پیارا ہے اور قسطلانی شرح
بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ

لہ اور ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا (پطع ۸)

حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَوَالِدَيْهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ یعنی کوئی تم میں سے ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنی جان اور اپنے بیٹے اور باپ اور سب آدمیوں سے زیادہ دوست نہ رکھتا ہو اور صحیحین میں ہے کہ تم سے کوئی ایماندار نہ ہوگا۔ تاکہ وقتیکہ مجھے (اپنی جان اور مال اور) باپ اور بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ جانتا ہو۔ پس چونکہ محبت محمدی عین ایمان ہے اس واسطے بقسم و شہادت زبانی مؤکد کر کے دلی محبت و اُلفت کا اظہار کیا ہے۔

أَنْتَ الَّذِي لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُؤٌ
كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَسَاءُ لَوْلَاكَ

معنی بیت۔ آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا۔ بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق پیدا نہ ہوتی۔

۱۔ کیونکہ حصول درجات عالیہ و منازل رفیعہ خاص محبت سے متعلق ہیں۔ دیگر اعمال قلبی و قلبی اس کو نہیں پہنچتے۔ ان سب کی اصل وہی ایک محبت ہے وہ نہ ہو تو یہ کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ عرض کیا کچھ نہیں۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول (یعنی آپ کی) محبت ہے! آپ نے فرمایا پھر کچھ نہیں؟ کیوں کہتا ہے تیرے پاس تو سب کچھ ہے۔ یہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے آدمی محبت رکھتا ہے قیامت کو اس کے ساتھ ہوگا۔ اب خیال کیجئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ سب کے نزدیک کس قدر ہے اور آپ کا مقام اور منزلت کہاں تک ہے۔ پس وہ شخص جو آپ کا محبت و عاشق ہے آپ کے پاس ہوگا۔ ۱۲ (منہ)

اے خاتمِ پیغمبر! اے باعثِ خلقِ جہاں | اے سرورِ الانشاں! اے شاہِ لولہ! لَمَّا
 باعث نہ ہوتا تو اگر پیدا نہ ہوتا ایک بشر | معدوم تھا سب سرسبزِ جزا ذاتِ پاک کبریا
 لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ اَمْرٌ بے شک آپ باعثِ ایجاد ہیں۔ حاکم نے صحیح،
 مستدرک میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آدم علیہ
 السلام نے اسمِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل جلالہ کے نام کے ساتھ
 عرش پر لکھا دیکھا تو عرض کیا الہی یہ کون ایسا ہے کہ جس کے نام کو تو نے اپنے نام
 کے ساتھ عرش پر لکھ رکھا ہے حکم ہوا کہ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ وَہ میرے
 نزدیک ایسا عزیز و مکرم ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ اور ابوالشیخ و حاکم
 نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اَدَمَ وَلَا
 الْجَنَّةَ وَلَا النَّاسَ (اگر محمد نہ ہوتا تو میں نہ آدم پیدا کرتا نہ بہشت نہ دوزخ)
 اور اسی طرح مسندِ دہلی میں بھی ابن عباس سے روایت کیا گیا ہے وَلَا خُلِقَ
 الْوَسْطَى لَوْلَاكَ۔ ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا اِذَا تَوَنَّهُ هُوَا
 تو میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا۔ اور حافظ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اس
 طرح روایت کیا ہے لَوْلَا كَلَّمَآ خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا اَرْضًا۔ اگر وہ نہ
 ہوتا تو میں آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا۔ پس بوحی غیر متلور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم باعثِ ایجادِ عالم ہیں۔

اَنْتَ الَّذِي مِنْ نُورِكَ الْبَدْرُ اَكْتَسَى
 (۵) وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةً بِنُورِهَا كَا

معتے بیت۔ آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نور سے منور ہوا
اور آپ ہی کے جمالِ باکمال سے سورج روشن ہے۔

اسے جلوہ نورِ خدا، اسے نورِ ذاتِ کبریا | اسے نور سے تیرے بجائے نور کی ضیاء
یہ جلوہ یہ تابندگی یہ نور یہ رشندگی | مہرِ درخشاں میں نہ تھی گرتو نہ ہوتا جلوہ زرا

حدیث میں ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورًا یُعْنِی سَبَّحَ سَبَّحَ سَبَّحَ سَبَّحَ سَبَّحَ سَبَّحَ
جل جلالہ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور عبدالرزاق نے بسندِ خود جابر بن عبد اللہ
سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یا سَاسُوْلَ اللّٰہِ پہلے پہل کیا پیدا ہوا؟
آپ نے فرمایا کہ اَوَّلُ ہِی اَوَّلُ اللّٰہِ تَعَالٰی نے اپنے نور سے میرا نور پیدا کیا۔ سو
یہ تو بَشِیَّتِ الْہٰی پھرتا رہا اور اس وقت لوح و قلم، دوزخ و بہشت، زمین و آسمان،

یہ نور سے کائنات پیدا ہوئی

لے ترمذی میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے قَالَ رَأَيْتُ سَاسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ
وَ اِلَی الْقَمَرِ فَہُوَ عِنْدَیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت میں ایک دفعہ چاندنی رات میں حاضر ہوا آپ سُرخ لباس پہنے ہوئے تھے۔ سو میں کبھی آپ
کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا اور کبھی چاندنی کی طرف۔ اس نور سے محقق ثابت ہوا کہ آپ
کا رُوسے مبارک چاند سے (بڑھ کر) زیبا اور روشن تھا۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
مَا سَأَلْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ سَاسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ
كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ فِیْ وُجْہِہِ۔ میں نے کبھی کوئی شے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے خوب تر نہیں دیکھی گویا سورج آپ کے چہرہ مبارک پر رواں تھا یعنی اس قدر روشن
تھا کہ نظر نہ ٹھہر سکتی تھی۔

آپچہ خوباں ہمہ دارند تو تہہ داری ۱۲ (منہ)

حُسنِ یوسف دیم عیسیٰ یدِ بیضا داری

جن و انس، فرشتہ، سورج اور چاند وغیرہ سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے کچھ بھی نہ تھا۔ پھر جب پروردگار نے جہاں پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نور کے چار حصے کر دیے سو پہلے حصہ سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش پیدا کیا۔ اور چوتھے حصہ کے پھر چار حصے کئے۔ سو پہلے سے حملۃ العرش (عرش اٹھانے والے فرشتے) دوسرے سے گرسی، تیسرے سے اور تمام فرشتے پیدا کر دیے اور چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں پر منقسم کیا۔ پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین، تیسرے سے دوزخ و بہشت اور چوتھے کے پھر چار حصے کئے۔ پہلے سے مومنین کا نورِ بصارت، دوسرے سے ان کا نورِ دل اور تیسرے سے ان کی زبانوں کا نور جو کلمہ توحید لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہے پیدا کیا۔ کتبِ اخبار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا کیا۔ پھر تمام عالم کو اس سے ظاہر کیا۔ زمین، آسمان، ستارے، چاند، سورج اور سب انبیاء اولیاء اسی نور کے پر تو ہیں۔ اور حقیقتِ محمدی سب کا منشا ہے۔ اور امام حجتہ الاسلام ابو حامد محمد غزالی دقائِق الاخبار میں لکھتے ہیں کہ وَمِنْ عَرَقِ وَجْهِهِ خُلِقَ الْعَرَّاشُ وَالْكَرْسِيُّ وَاللَّوْحُ وَالْقَلَمُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْجَبَابُ وَالْكَوَاكِبُ وَمَا كَانَ فِي السَّمَاءِ (اور مسند عبد الرزاق میں بھی جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے) عرش، گرسی، لوح و قلم، سورج، چاند، نورانی ستارے، اور جو کچھ آسمان میں ہے آپ کے عرقِ رُوئے مبارک سے پیدا ہوئے۔

فرد

صاف روشن ہے رُخ تابان مہرِ ماہ سے نورِ احمد سے یہ رکھتے ہیں مقررِ اختلاط

(۶) اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا رَفَعْتَ الْحِیَّ السَّمَآ !

بِکَ قَدْ سَمِعْتُ وَتَزِیْنَتْ لِسْرَاکَا

معنی بیت - آپ وہ ہیں کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی تو آپ کے خیر مقدم کے اعزاز میں معراج کی رات کو آسمان بارونق اور پر زینت کر دیئے ۔

جب تُو نے اے والا حشمِ افلاک پر رکھا قدم | | | | |
 شاداں اُدھر تہ جہاں قربان اُدھر قدسیاں | | | | |
 بِکَ قَدْ سَمِعْتُ - آسمان نے اپنے اوپر آپ کے قدم مبارک رکھنے کا فخر کیا - اور سَمِعَا بمعنی بلندی اور چونکہ ہر سمت باعتبار فضا لا انتہا ہے اس واسطے عرشِ کُرسی وغیرہ بھی سَمِعَا ہیں - ال اس پر اسی ہے - اور کُتِبَ ثَقَات میں لکھا ہے کہ عرش پیدا ہونے سے اب تک متزلزل اور قدم بوسی جناب کا مشاق تھا - معراج کی رات جب آپ نے قدم مبارک رکھا تو ساکن ہو گیا - جب سے اس کو سکون و قرار ہے - اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان اپنی رفعت مکان کا زمین پر فخر کرتا تھا اور زمین اپنی پستی پر محزون تھی - جب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بایں قدر و منزلت زمین پر پیدا کیا تو آسمان کا وہ غرور ٹوٹ گیا اور فخر کچھ بھی نہ رہا اور ہر وقت بارگاہِ الہی میں ملتجی رہتا تھا کہ یا الہی وہ اعزاز جو زمین کو عرصہ تک حاصل ہے مجھے ایک دم ہی عطا فرما - پس جب آپ تشریف لے گئے تو بہت خوش ہوا - اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کو اوپر بلائے تو رضوانِ مَکَلِ جَنّات کو حکم دیا - کہ

معراج کی رات آسمانوں کی زینت

بہشت کو اور بھی مزین کر دے اور آسمان کو فرمایا تَذِیَّتِی اے آسمان میرے
حبیب کی آمد ہے تو اس کے خیر مقدم کے لئے پُر رونق اور بازمینت ہو جا۔

اَنْتَ الَّذِیْ نَادَاكَ سَرُّبُکَ مَرْحَبًا
(۷) وَلَقَدْ دَعَاكَ لِقُرْبٍ وَحَبَا كَا

معنی بیت۔ آپ کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرحبا کہا اور اپنے قُرب
میں بلا کر بہت محبت و مہربانی کی۔ اور جو کچھ آپ نے مانگا سو عطا کیا ہے
میں کیا کروں مدح و ثنا شانِ مبارک کی بھلا | جب خود خدا فرما چکا یٰسین طہ والضحیٰ
قُرب و جھنوری کی عطا جو تو نے مانگا وہ دیا | گاہے کہا صد آفریں گاہے کہا صد مرحبا
روایت ہے کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبِ معراج میں عرش
سے آگے لامکان پہنچے تو آواز آئی شروع ہوئی مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَ سَؤْلِیْ
یعنی چلا آ میرے حبیب میرے رسول۔ تیرے لئے کشادگی اور فراخی ہے۔ پھر
آپ پہنچنے کی جگہ پہنچے اور اُمت کے لئے سہولت اور گنہگاروں کی مغفرت مانگی حکم
ہوا کہ لَکَ مَا سَأَلْتَ حَبِیْبِیْ میرے پیارے جو تو نے مانگا سو میں نے دیا۔ اور
صحیحین میں مالک بن صَعَصَعَة سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا معراج کی رات میں نے پروردگار سے بار بار سہولتِ اُمت کے لئے سوال کیا
اور ہر مرتبہ میرا سوال منظور ہوا۔ آخر مجھے آپ ہی شرم آئی اور بار بار سوال کرنے سے
رُک گیا۔ یہ خلاصہ ایک بڑی لمبی حدیث کا ہے۔

انگاہ ایزدی سے مراد

(۸) اَنْتَ الَّذِي فِينَا سَأَلْتَ شَفَاعَةً
لِّبَنَّاكَ رُبُّكَ لَمْ تَكُنْ لِسِوَاكَ

معنی بیت۔ آپ وہ ہیں کہ آپ نے ہمارے واسطے شفیع ہونا خدا سے طلب کیا تو آپ کے رب نے پکار کر کہہ دیا کہ یہ مرتبہ سوائے آپ کے کسی اور کے لئے نہیں ہوگا۔

بیت شفاعت اور الشہد کی عطا

جب تو نے اسے والا نسب فخر عجم فخر عرب | حق سے شفاعت کی طلب فرمان یہ نازل ہوا
ہاں ہاں اجانت ہے تجھے آج عزت ہے تجھے | زیبا شفاعت ہے تجھے بے شک یہ حصہ ہے تیرا
مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللهِ تَعَالٰى فِيْ اِبْرٰهِيْمَ رَبِّ اَنْهٰنِ
اَضْلٰنْ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِىْ فَاِنَّهُ مِنِّىْ - وَقَالَ عِيْسٰى اِنَّ
تُعَذِّبُهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اُمِّتِيْ اُمِّتِيْ
وَبِكِيْ فَقَالَ اللهُ تَعَالٰى يَا جِبْرِئِيْلُ اذْهَبْ اِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ
فَاَسْأَلُ مَا يُبْكِيْكَ فَاَتَاهُ جِبْرِئِيْلُ فَاَسْأَلُ فَاخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللهُ لَجِبْرِئِيْلُ اذْهَبْ اِلَى مُحَمَّدٍ
فَقُلْ اَنَا سَنُرْضِيْكَ فِىْ اُمِّتِكَ وَلَا اَنْسَاكَ كَمَا تَحْقِيقُ بِمِغِيْرَةَ خَدَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
نَے کلام الہی میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قولہ سُرِّبَ اَنْهٰنِ اَضْلٰنْ
کَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِىْ فَاِنَّهُ مِنِّىْ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

سہ اسے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے (پا ۱۸۷)

یہ مقولہ اِن تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ پڑھا تو ہاتھ اٹھا کر کہا کہ اے اللہ! میری اُمت، میری اُمت اور بہت روئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو فرمایا کہ مجھ کو سب کچھ معلوم تو ہے پر اظہار امر کیلئے جا میرے حبیب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھ کہ کیوں روتا ہے۔ پس آپ نے رونے کا سبب بتایا۔ اللہ رحیم کریم نے فرمایا جا میرے حبیب کو کہہ کہ غمگین مت ہو ہم تجھ کو راضی کریں گے کہ تیری اُمت بخش دیں گے اور تجھ کو شفا کی اجازت دی جائے گی اور ہم تجھ کو ہرگز نہیں بھلا دیں گے۔

اَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ!
(۹) مِنْ مَرَاتِكَ فَاِنَّا وَهَوَا اَبَاكََا

معنی بیت۔ آپ وہ ہیں کہ حضرت آدمؑ نے (جو آپ کے باپ ہیں) جب اپنے گناہ بخشانے میں آپ کے رُتبہ برتر کا وسیلہ لیا تو ان کی خطا معاف ہوئی۔
آدم کا جب ہونے لگا ننگ خطائے دم فنا | تیرے توسل نے کیا پھر مَوْرِدِ لُطْفِ خُدا
تھا یہ بھی اے شاہِ عرب تیری نبوت کا سبب | ہونے لگا الطافِ رب بخشش گئی بالکل خطا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو وہ اس طرح معافی کے خواستگار ہوئے يَا سَابِ اسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ اَنْ تُخَفِّرَ لِي۔ اے میرے رب میں بحق محمد اور ان کی آل کے تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔ حکم ہوا تو نے محمد کو کہاں سے پہچانا حالانکہ وہ ابھی وجود میں نہیں آیا۔ عرض کیا کہ اے رب العالمین جب تو نے میرے قالب

لے اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں (پ ۷۷)

توسل کا بیان

میں روح پھونکی اور میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ
 رَسُولُ اللَّهِ لکھا ہے میں نے جانا کہ خدا تعالیٰ نے جس کا نام مجھ سے پہلے
 ہی اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وہ ضرور مجھ سے اور تمام مخلوق سے عزیز و
 محبوب اور مقرب ہے۔ حکم ہوا کہ جو تو کہتا ہے سچ ہے۔ تو اس کا وسیلہ لے کر
 میری بارگاہ سے معافی مانگتا ہے اس لئے تجھے معاف کیا اور بخش دیا۔ اس حدیث
 کو طبرانی و بیہقی و ابونعیم و ابن عساکر و غیرہم نے اپنی اپنی سند سے روایت کیا ہے
 ف۔ دُعَا میں کسی نبی یا ولی یا صالح کے وسیلہ سے کچھ مانگنا جائز ہے چنانچہ عَنْ
 عُثْمَانَ بْنِ حَنِيفٍ قَالَ إِذَا رَجُلًا ضَرَبَ الْبَصَرُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ إِنْ
 بَشَلْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ وَقَالَ فَادْعُهُ
 قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوءَ وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ
 إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتَقْضِيَ لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ

ترمذی میں عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے میری
 آنکھیں روشن ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو کہے تو دعا کروں اگر صبر کرے تو
 بھی تیرے لئے اچھا ہے۔ اس نے کہا دعا ہی کیجئے کہ مجھے آرام ہو۔ آپ نے حکم
 دیا کہ پہلے اچھی طرح وضو کر پھر یہ دعا پڑھو۔ اے میرے رب میں تجھ سے سوال
 کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

لے درواه الترمذی والنسائی وابن ماجہ والحاکم

کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہے اور تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں تیرے وسیلہ سے اے
محمد اپنے رب کی طرف کہ وہ میری اس حاجت کو پورا کر دے۔ اے رب تو
اس کا وسیلہ قبول کر۔

ف۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا تَحَطَّوْا اسْتَسْقَى ابْنُ عَبَّاسٍ بِنِ عَبْدِ الْمَلِكِ
فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَسْأَلُ إِلَيْكَ بَنِيْنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَسْأَلُ إِلَيْكَ بِحَمْدِ نَبِيِّنَا
فَأَسْقِنَا فَيَسْقُوا۔ سواہ البخاری۔ بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑتا تو آپ حضرت عباس
کے وسیلہ سے مینہ مانگتے اور یہ کہتے۔ اے رب ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے وسیلہ سے تجھ سے مینہ مانگتے تو دیئے جاتے۔ اب ہم تیری جناب میں
تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر مینہ مانگتے ہیں۔ راوی (حضرت انس) کہتا ہے
کہ حضرت عمر اس طرح کہتے تو فوراً بارش ہو کر قحط دور ہو جاتا۔ حدیثوں میں ذکر ہے
کہ جب حضرت عمر حضرت عباس کا نام لیتے تو عباس اپنی سفید ڈاڑھی کو پکڑ کر بہت
الحاح و زاری سے کہا کرتے اے اللہ تو اپنے نبی کے حق سے اس کے چچا کی عزت رکھ
الخ اور پ ع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يَبْلُغَ أَكْمَالَهُمْ ضَالُّينَ يَلْتَمِسُونَ عَلَى الَّذِينَ
كَفَرُوا۔ اور نبی محمد کے دنیا پر آنے سے پہلے اس کے منکر اس کے وسیلہ سے اپنے

لہ ای لیسْتَصْرِفُونِ وَيَقُولُونَ اللَّهُمَّ انصُرْنَا يَا نَبِيَّ الْمُبْعُوثِ فِي الْآخِرَةِ الزَّمَانِ
جلالین و معالم ۱۲ (یعنی فتح طلب کرتے اور کہتے اے اللہ ہماری مدد کر اس نبی کے طفیل جو
آخری زمانے میں مبعوث ہوگا)

دشمنوں پر فتح مانگتے تھے۔ جب وہ آگیا تو منکر ہو گئے۔ أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ
 مِنْ طَرِيقِ كُدَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا يَذَلِ اللَّهُ تَعَالَى يَتَقَدَّمُ فِي
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْأَمْرِ فَمِنْ بَعْدِهِ وَلَمْ تَزَلِ
 الْأُمَمُ تَبْتَاشِرُ وَتَسْتَفْتِحُ بِهِ حَتَّى أَخْرَجَهُ اللَّهُ فِي خَيْرِ أُمَّةٍ وَفِي خَيْرِ قَرْنٍ
 وَفِي خَيْرِ أَصْحَابٍ وَفِي خَيْرِ بَلَدٍ فَأَقَامَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ وَهُوَ حَرَمُ إِبْرَاهِيمَ
 ثُمَّ أَخْرَجَهُ إِلَى الطَّيْبَةِ وَهِيَ حَرَمُ مُحَمَّدٍ فَكَانَ مَبْعَثُهُ حَرَمُ
 وَمَهَاجِدُهُ حَرَمُ الدَّرِّ الْمُنْتَظَمِ ابْنِ عَسَاكِرٍ نے بطریق کربا بن عباس سے آیہ
 مذکورہ کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اول ہی حضرت کے وسیلہ سے دعا
 قبول کرتا ہے۔ آدم اور تمام پیغمبروں کی دعائیں آپ کے وسیلہ سے قبول ہوئیں اور
 سب امتیں آپس میں آپ کے خیر مقدم کی بشارتیں دیتی تھیں اور آپ ہی کے وسیلہ سے
 فتح مانگتے تھے حتیٰ کہ اللہ نے اس کو پیدا کیا اچھی امت میں، اچھے زمانہ میں، اچھے
 صحابیوں میں، اچھے گاؤں میں جو حرم ابراہیم ہے۔ پھر طیبہ کی طرف کہ حرم محمد صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اس کو نکالا سو آپ کا مبعث و مہاجر ہر دو حرم محترم ہیں
 اور حدیث میں ہے سَلُّوا اللَّهَ إِلَى الْوَسِيلَةِ اللَّهُ سے اپنے لئے میرا وسیلہ
 ہونا مانگو۔

وَبِكَ الْخَلِيلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهُ
 (۱۰) بَزْدًا وَقَدْ خَمِدَتْ بِنُورِ سَنَاكَ

معنی بیت۔ اور آپ کے وسیلہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تو آپ

کے نور کی روشنی کی برکت سے جو ان کی پیشانی میں تھا آگ بجھ کر سرد ہو گئی ہے
 تیرے وسیلہ سے شہا جس دم غلیل با صفا | کرنے لگے حق سے دُعا با عجز و زاری و بکا
 رحمت وہیں نازل ہوئی وہ آگ گلشن بن گئی | برکت تھی تیرے نور کی جو ان کی پیشانی میں تھا

وَدَعَاكَ الْيُوبُ لِضُرِّ مَسَّاهُ
 (۱۱) فَأَنْزَلْنَا مِنْهُ الصُّرْحَ حِينَ دَعَاكَ

معنی بیت - اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری و تکلیف میں آپ
 کے وسیلہ سے دُعا کی تو ان کی بیماری دفع کی گئی ہے

ایوب مامرسل ہوا جس دم مرض میں مبتلا | تیرے ذریعہ سے ہوا جو کچھ ہوا جیسا ہوا
 دولت ملی ثروت ملی صحت ملی راحت ملی | اللہ کی رحمت ملی، قربت بڑھی رتبہ بڑھا

وَبِكَ الْمَسِيحُ آتَى بِشِيرًا خُبِيرًا
 (۱۲) بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَا دَحَا بِعُلَاكَ

معنی بیت - اور آپ کے ظہور پر نور کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے
 دی اور آپ کے علیہ جمال اور علو شان کو بیان کیا ہے

موسیٰ و عیسیٰ بے گماں کرتے رہے تیرا بیان | سب دے گئے تیرے نشان اے بادشاہ ہوا
 حکم رسالت ہے تری تو ریت آیت تھی | انجیل حجت ہے تری عیسیٰ ترا مدحت سرا

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَءِيلَ إِنِّي رَسُولُ
 اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا

بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ اسْمَاءِ أَحْمَدُ ط (پطع ۹) اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔ تصدیق کرتا ہوں تو ریت کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی اور خوشخبری دیتا ہوں تم کو ایک اولوالعزم سچے رسول کے آنے کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔

وَكَذَلِكَ مُوسَى لَمُيْزَلٍ مُّتَوَسِّلًا
(۱۳) بِكَ فِي الْقِيَامَةِ نَحْنُ بِحِمَاكَ

معنی بیت۔ اور ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی جو ایک اولوالعزم پیغمبر تھے اپنے معاملات میں ہمیشہ آپ ہی کا وسیلہ پکڑتے رہے اور قیامت کو بھی آپ ہی کی حمایت لیں گے۔

موسیٰ نے مانگی ہے سدا تیرے وسیلے سے | ایسے ہی محشر میں آٹھ ہونڈیں گے تیرا سرا
ف۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر تھے۔ ان کو رسول خدا محمد عربی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت تھی یہاں تک کہ آپ کے اُمتی ہونے کا شوق تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اپنی اُمت کو بہت تاکید کی ہے اکثر اپنے مجالس و محافل اور مجالس و وعظ و نصائح میں آپ کا ذکر خیر کرتے۔ ابو نعیم نے حلیہ میں اس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر مرے گا۔ وہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کا توسل اختیار کیا

دوزخی ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا محمد کون ہے اللہ نے فرمایا وہ سب مخلوق سے بزرگ تر اور معزز تر ہے۔ آسمان وزمین کی پیدائش سے پیشتر میں نے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ جب تک وہ اور اُس کی اُمت بہشت میں نہ جائیں کوئی اس میں نہ جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الہی وہ کون ہیں جو اس کی اُمت ہیں۔ حکم ہوا وہ اللہ کی تعریف کرنے والے چڑھتے اُترتے حمد و ثنا کہنے والے، طاعت الہی میں ہر وقت کمر بستہ، خلافِ حق پر غالب، دن کو روزہ رکھنے والے، رات کو ذکر الہی میں جاگنے والے، ان کا حقوڑا عمل بھی مقبول ہوگا ان کو توحید (لا الہ الا اللہ) کے سبب بہشت میں داخل کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب ان کو میری اُمت بنا کہا نہیں۔ انہیں سے ایک نبی پیدا ہوگا۔ وہ اُمت اس کی ہیں۔ عرض کیا کہ مجھے ہی اس نبی کی اُمت میں داخل کر۔ حکم ہوا کہ وہ تیرے بعد ایک عرصہ کے پیدا ہوگا۔ البتہ دارالجلال میں تجھے اس سے ملاؤں گا اور کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) دیگر انبیاء قیامت میں قہر و جلال الہی کے وقت نجات کے لئے آپ سے متوصل ہوں گے۔

وَالْأَنْبِيَاءُ وَكُلُّ خَلْقٍ فِي السَّوَاءِ
(۱۴) وَالرُّسُلُ وَالْأَمَلَاكُ تَحْتَ لَوَاكَا

معنی بیت۔ تمام انبیاء اور دنیا کی تمام مخلوق اور سب رسول اور فرشتے آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔
جس وقت محشر ہو بپا اعمال کو بچنے والا | ممتاز ہوا چھا بُرا ہو نفسی نفسی کی صدا

تو ازراہ لطف و عطا بہر شفاعت ہو کھڑا | سب تکتے ہوں گے منہ ترا کیا انبیاء کیا اولیا
 ترمذی میں ابوسعیدؓ سے مروی ہے وَبَيِّدِي لِيَوَاءَ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ
 نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اِلَّا تَحْتَ لِيَوَائِي۔ میرے ہی ہاتھ میں
 لوائے حمد ہوگا۔ اس روز آدم اور ان کے سوا سب انبیاء میرے علم کے نیچے ہوں
 گے۔ ترمذی اور دارمی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ اَنَا حَامِلُ لِيَوَاءِ
 الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهُ اِلَّا مَنْ دُونَهُ۔ میں ہی قیامت
 کو لوائے حمد اٹھاؤں گا۔ آدم سے لے کر تمام خلقت اس کے نیچے ہوگی۔

لوائے حمد حضور کے ہاتھ میں ہوگا۔

لَكَ مُعْجَزَاتٌ اعْجَزَتْ كُلَّ الْوَسَائِلِ (۱۵)
 وَفَضَائِلٌ جَلَّتْ فَلَيْسَ تَحَاكَا!

معنی بیت۔ آپ کے معجزے ایسے ہیں کہ سب مخلوق کو مقابلہ سے عاجز کر

لے معجزہ کی اعلیٰ قسم کشف و قانع آئندہ و حوادثِ نازلہ بعد من بعد ہے سو بہ نسبت کتب انبیاء سابقین قرآن
 مجید میں بکثرت ہیں۔ بلکہ کوئی ایسی شے جو قیامت تک پیدا ہوگی باقی نہیں رہ گئی جس کا ذکر قرآن شریف
 میں نہ ہو وَلَا سَطَبٌ وَلَا يَابِسُ إِلَّا فِي كِتَابِ مُبِينٍ (پ ۱۳ ع ۱۳) (اور نہ کوئی تر چیز نہ کوئی
 خشک چیز مگر وہ سب کتابِ مبین میں ہے لیکن ہمارا علم اس کی فہم سے قاصر ہے کیونکہ ہماری معلومات محدود
 ہیں اور علم باری تعالیٰ غیر محدود ہے

جَمِيعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لَكِنْ تَقَاصَرَعَنْهُ أَفْهَامُ الرِّجَالِ
 (تمام علم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اس کے سمجھنے سے عاجز ہیں) بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ
 رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے درمیان اُٹھ کر خطبہ پڑھا
 اور قیامت تک جو کچھ ہونا تھا سب کا بیان کیا جس کو کچھ یاد رہا۔ جو بھول گیا بھول گیا اور جب کوئی واقعہ
 پیش آتا ہے تو بھٹ یاد آ جاتا ہے کہ فلاں وقت آپ نے اس کی اسی طرح خبر دی تھی (باقی صفحہ پر)

دیا۔ اور آپ کے لئے بڑی فضیلتیں ہیں کہ جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔
 اے شاہ شاہانِ جہاں محبوبِ ربّ مجاہد | تیرے فضائل کا بیان کیونکر کرے کوئی بھلا
 ہے خاکِ پا میں تیرے ہاں اعجازِ عیسیٰ بگیاں | معجزے ہیں تیرے عیاں اے سرگروہ انبیاء
 مخفی نہ رہے کہ جنابِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے بیشمار
 معجزے عنایت فرمائے اور جو معجزے ہر پیغمبر کو ملے تھے وہ سب آپ کو ملے تھے
 علمائے محدثین اور اہل سیر و تواریخ نے حسبِ حیثیت علمی اپنی اپنی تصانیف میں
 بیان کئے ہیں۔ امام حافظ جلال الدین سیوطی نے کتابِ خصائص الکبریٰ جو ایک ہزار
 معجزے کو حاوی ہے تصنیف کی۔ اسی طرح اوروں نے بھی قلم بند کئے۔ چنانچہ تین ہزار
 معجزے مشہور کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور آئمہ صادقین سے مروی ہے۔ کہ
 تین لاکھ معجزے آپ سے صادر ہوئے اور اصل میں آپ کا کوئی قول و فعل نہ تھا
 کہ اس میں اعجاز نہ ہو۔ اسی طرح آپ کے بے شمار معجزے ہیں اور آپ کے معجزے
 بھی ایسے ہیں کہ کسی کو تمام عالم میں یا رائے مقابلہ نہیں ہے۔ بڑا معجزہ احیاء موتی
 (مردے کو زندہ کرنا) ہوا کرتا ہے سو یہ تو آپ کے اہمیتوں اور آں جناب کے
 کشف برداروں سے بعد تو اتر صادر ہوا ہے۔ ہزاروں اولیاء اللہ سے وقت
 بوقت مروی ہیں۔ ہر ایک کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ حضرت اقدس جناب محبوب

(بقیہ صفحہ ۵۴) ف حضرت حذیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور رازدار صحابی ہیں۔ م اور
 حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ میں اگر چاہوں تو آپ کے بیان کردہ واقعات سے جس قدر مجھے یاد
 میں ایک ایک کا نام لے کر سنا دوں چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابوہریرہ مروی ہے حَفِظْتُ مِنْ
 رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعَائِنَ الْح ۱۲ (منہ)

سُبحانی شیخ سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا احیا ہوتی
 صادر ہوا ہے اور دیگر ایسے امور ظہور میں آئے ہیں کہ انبیاء سابقین سے مثل ان
 کے ظاہر نہیں ہوئے۔ یہ سب کچھ یہ تو انوارِ محمدی ہے (صلوات اللہ وسلامہ علیہ
 وعلی آلہ واولیائہ) کیونکہ اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ کرامت ولی حقیقت میں معجزہ
 نبی ہے۔ آں جناب کا بڑا معجزہ قرآن مجید ہے کہ تمام عالم اس کے معارضہ سے
 عاجز ہے۔ فصحاء عرب کہ فصاحت و بلاغت میں بے عدیل تھے اور قصیدہ
 طویلہ اور نثر مشعج طویل فی البدیہ بے تکلف آنا فائز میں کہہ دیا کرتے تھے اس کے
 مقابلہ سے عاجز آئے۔ اور آج تک ہزاروں کروڑوں ایسے ایسے فصیح و بلیغ
 دنیا میں گزرے ہیں کہ جزو کے جزو نظم و نثر پر از بدائع لفظی و معنوی کھڑے کھڑے
 مجلسوں میں کہہ جانا ان کو کچھ مشکل نہ تھا۔ مگر کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ قرآن کریم کا
 مقابلہ کرے باوجودیکہ قرآن کریم میں تحدی (مقابلہ کے لئے چکارنا) ہو چکی ہے اور
 منکرین کو قیامت تک پکارتا ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی
 عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ
 دُونِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ دشمنانِ دین اسلام خذ لہم اللہ
 آج تخریبِ اسلام کی فکر میں ہیں۔ باوجود ادعا کے قادر نہیں ہو سکے کہ کروڑوں
 پیشوایانِ ادیانِ باطلہ مدعی علومِ جلیلہ ہر چند کہ زور لگا رہے ہیں لیکن ناکام رہے
 ہیں اور رہیں گے۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ اور

۱۔ اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت
 تو لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو (پہلے ۳)
 ۲۔ اور اللہ پورا کرنے والا ہے نور اپنے کو اگرچہ برا مانیں کافر و منافق (پہلے ۱۹)

آپ ہی کا یہ ایک معجزہ ہے جو حاوی ہزار ہا معجزات ہے۔ چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ کلام اللہ میں باعتبار بلاغت کے سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں۔ اور اس پر ایک قوی دلیل قائم کی ہے کہ محققین علمائے کرام نے لکھا ہے کہ کلام اللہ میں جس قدر کلام برابر سورہ اِنَّا اَعْطَيْنَكَ الْخ کے ہے معجزہ ہے اور سورہ اِنَّا اَعْطَيْنَكَ کے دس کلمے ہیں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اوپر ستر ہزار کلمے ہیں۔ پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزے ہیں۔

اور آپ ہی کا ایک معجزہ ہے شوق القمر کہ فلسفی اور حکما اور علم الاشیا کے جاننے والوں کی عقل حیران ہے۔ یہ معجزہ علمائے حدیث و سیر و تاریخ نے اپنی اپنی کتابوں میں با اسناد روایت کیا ہے۔ منکرین کے شبہات کے جواب مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ دہلوی نے اپنے رسالہ میں جو اسی معجزہ کے بارہ میں ہے بوضاحت تمام دیئے ہیں اور مدارج اور معارج و شواہد وغیرہ میں بھی کچھ درج ہیں اور تاریخ فرشتہ میں ہے کہ بلبار کا راجہ کہ جسے راجہ بھوج کہتے ہیں اس کے عہد میں یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا تھا وہ سن کر مسلمان ہوا۔ اس کی قبر اب تک بیرون دروازہ شہر زیارت گاہ خلّاق ہے۔

وَفَضَائِلُ جَلَّتْ الْخِثَاقَاتُ سَے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت فاطمہ زہرا سلامہ اللہ علیہا، سے حال خلق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوچھا۔ فرمایا کہ تو بیان کر کہ دنیا کس قدر ہے اور دنیا میں کیا کیا شے ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں کیونکر بیان

معجزہ شوق القمر

کروں۔ فرمایا کہ جب تُو دنیا کا حال نہیں بیان کر سکتا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ یعنی دُنیا تھوڑی پونجی ہے۔ پس میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق کس طرح سے بیان کر سکتی ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰی خَلِقَ عَظِيْمٌ یعنی تیرا خلق بہت بڑا ہے اور بیضاوی میں ثقات سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق سے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا تو نے قرآن نہیں پڑھا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الآیہ یعنی قرآن میں جو اخلاق مذکور ہیں سب آپ کی ذات میں موجود ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ کا خلق قرآن ہے یعنی آپ کے مدائح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں۔ دوسرے کی کیا مجال کہ آپ کی صفت کر سکے۔ غرض آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔ آپ کی سی ایک بات بھی کہیں کسی اور میں پائی نہیں جاتی چنانچہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے خود چند معجزے بیان فرمائے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ حیوانات و جمادات نے کسی اور کی تصدیق کے واسطے شہادتیں نہیں دیں اور نہ کبھی ایسے فعل جن کا ہر ایک جُز بجائے خود ایک کامل معجزہ ہے کسی دوسرے سے صادر ہوئے۔ منجملہ یہ

نَطَقَ الدِّسَاعُ بِسَمِّهِ لَكَ مُعَلِّنًا !
(۱۶) وَالضَّبُّ قَدْ لَبَّكَ حَيْنَ اَتَاكَ

معنی بیت۔ پارچہ (گوشت کا ٹکڑا) زہر آمیز نے آپ کو اپنے زہر آلودہ ہونے

سے خبر دی۔ اور گوجب آپ کے پاس لائی گئی تو اس نے آپ کی اجابت کی کہ
 جب تیری خدمت میں تھا کہ دست بڑ لایا گیا | | تھا چونکہ ہراس میں ملا وہ دست خود چلا اٹھا
 اور سو سمار مرہ جب لائی گئی تیرے حضور | | لبتیک بولی بر ملا تصدیق کی، کلمہ پڑھا
 قسطلانی شرح بخاری میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے جنگ خیبر میں ایک یہودیہ
 زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم نے پارچہ بکری زہر آلود کر کے آپ کے
 کھانے کو بھیجا۔ حضور اقدس صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ نے فقط ایک لقمہ منہ میں اٹھا
 کر رکھا ہی تھا کہ باہر پھینک دیا اور فرمایا کہ اس پارچہ نے مجھے خبر دی ہے کہ مجھ میں
 زہر ملا ہے۔ ایک صحابی کچھ کھا چکا تھا وہ زہر کی وجہ سے شہید ہو گیا۔ آپ نے
 اس یہودیہ کو بلا کر پوچھا۔ اس نے کہا میں نے زہر اس لئے دیا تھا کہ اگر آپ پیغمبر
 ہوں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا اور اگر پیغمبر نہ ہوں گے تو ہم نجات پائیں
 گے۔ آخر آپ نے اسے چھوڑ دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسے اس مسموم شہید
 کے قصاص میں قتل کیا۔

زہر آلود گوشت بول اٹھا

وَالصَّبِّ الْخَنَسِيمِ الرِّيَاضِ میں ہے کہ طبرانی اور بیہقی نے عمر بن خطاب رضی
 اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار اپنے
 اصحاب کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی سو سمار شکار کئے ہوئے لے
 آیا اور آپ کے روبرو ڈال دیا اور کہالات و غزلی کی قسم اگر یہ سو سمار تم پر ایمان
 لائے اور تمہاری تصدیق کرے تو میں بھی تم پر ایمان لاؤں گا۔ آپ نے اس سو سمار
 کو پکارا کہ اے سو سمار! اس نے زبان فصیح سے کہ سب لوگوں نے سنا جواب
 دیا کہ میں حاضر ہوں۔ اور تا بعد از ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تو کس کی عبادت کرتا

سو سمار نے کلام کیا اور گواہی دی

ہے۔ اس نے کہا اس خلکی کہ جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کا حکم ہے اور دریاؤں میں اس کی بنائی ہوئی راہیں ہیں اور بہشت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے پھر آپ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ پروردگار عالم کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی اس نے فلاح پائی۔ اور جو آپ کی تکذیب کرے محروم ہے۔ یہ سن کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نماز اور قرأت سکھائی اور سورہ اخلاص یاد کرائی۔ اس نے جا کر یہ حال اپنی قوم سے بیان کیا۔ وہ سب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے

(۱۷) وَالذَّائِبُ جَاءَكَ وَالْغَزَالَةُ قَدَّاتَتْ
بِكَ تَسْتَجِيرُ وَتَحْتَمِي بِحِمَاكَ

معنی بیت۔ اور بھیڑیے نے آپ کی تصدیق کی اور ہرنی نے آپ کے پاس آکر اپنے حال کی شکایت کی۔ بے چاری آپ کی پناہ مانگتی تھی اور خلاصی چاہتی تھی۔

آگے یہودی کے تری جب گرگ نے تصدیق کی | پڑھ کلمہ طیب بھی وہ بھی مسلمان ہو گیا
اور آگے ہرنی نے کیا صیاد کا جس دم گلا | کی تو نے شفقت سے رہا یہ لایا اس کا مدعا

شرح السنہ میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک بھیڑیا کسی چرواہے کی بکریوں میں سے ایک بکری لے گیا چرواہے نے جھپٹ کر بکری اس سے چھڑا لی۔ وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر جا بیٹھا اور اس نے چرواہے سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے

وَالذَّائِبُ صَدَّقَ وَالطَّيِّبَةُ قَدْ شَكَتْ

بھیڑیے کا کلام کرنا

مجھے جو رزق دیا تھا وہ تو نے مجھ سے چھڑا لیا۔ چرواہے نے کہا۔ بڑے تعجب کی بات ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ درمیان دو پتھریلی زمین کے ان چھوٹارے کے درختوں میں ایک شخص تمہیں اگلی پھلی باتوں کی خبر دیتا ہے اور تم سچ نہیں مانتے ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا اور

مشواہد النبوة میں ہے کہ اُہبان اوس خزاعی اپنی بکریوں میں تھا۔ ایک بھیڑیا آیا۔ بکری کو لے گیا۔ اُہبان نے چھڑالی اور بھیڑیا بولا کہ میرا نصیب تو نے چھین لیا۔ اُہبان نے کہا تعجب ہے بھیڑیا انسانوں کی طرح باتیں کرتا ہے بھیڑیے نے کہا کہ زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ رسول آخر الزماں محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نخلستانِ مدینہ میں مبعوث ہو کر تم سب کو دینِ الہی کی طرف بلاتے ہیں اور تم غافل ہو۔ اُہبان نے کہا کہ اگر میں اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں تو میری بکریوں کی یہاں حفاظت کون کرے گا؟ بھیڑیے نے کہا میں کروں گا اور مجھے قسم ہے اس کی جس نے اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق کو تمام عالم کی طرف ہدایت دینے کو بھیجا ہے اور میں اس پر ایمان لایا ہوں کہ سوائے اپنی خوراک کے جو تو خود مقرر کر جائے گا زیادہ نہ کھاؤں گا۔ اُہبان حضور پر نور میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا اُہبان بھیڑیے نے جو عہد کیا اُسے پورا کیا۔ بعد ازیں اُس نے تمام ماجرا عرض کیا اور مسلمان ہو گیا۔

وَالظَّبِّيَّةُ قَدْ شَكَتْ - نسیم الریاض شرح شفاء عیاض میں طبرانی اور

بہت ہی سے بروایت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا منقول ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگل میں تھے ایک ہرنی نے آپ کو لپکا۔ **یا سَؤْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم** آپ نے پھر کے دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اور ایک اعرابی سوتا ہے۔ آپ نے اس ہرنی سے پوچھا کہ کیا کہتی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے اعرابی نے شکار کیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں ان کو دودھ پلاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر آئے گی؟ اس نے کہا بے شک پھر آؤں گی۔ آپ نے اسے کھول دیا وہ گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر پھر آگئی۔ آپ نے اسے باندھ دیا۔ اس اعرابی نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ کچھ آپ نے ارشاد کرنا ہے جو آپ تشریف فرما ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اس نے چھوڑ دیا۔ ہرنی واپس سے یہ کہتی ہوئی چل گئی **اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللہِ**

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہُ

وَكَذَٰلِكَ الْوُحُوشُ اَتَتْ اِلَيْكَ وَسَلَّمَتْ
(۱۸) وَشَكَا الْبَعِيْرُ اِلَيْكَ حِيْنَ سَرَاكَ

معنی بیت۔ اسی طرح وحشی جانوروں نے آپ کو سلام کیا اور اونٹ نے جب آپ کو دیکھا تو اپنے حال کی شکایت کی۔
کی وحشیوں نے بھی تری تصدیق اسے حق ٹھہرائی | تیرے سلامی تھے سبھی اسے بادشاہ دوسرا
کی اونٹ نے تجھ سے بیاں دکھ درد کی سب باتیں | دیکھا جو تجھ کو مہرباں شکوہ مصیبت کا کیا

اصام احمد اور بزار نے انس بن مالکؓ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع شیخین رضی اللہ عنہما اور ایک شخص انصاری کے کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ بکریاں تھیں سب نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے ہم کو اس سے زیادہ آپ کی تعظیم کرنی چاہیے ہم بھی آپ کو سجدہ کریں فرمایا نہیں اگر سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ اور ابو داؤد میں عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا کہ جو کوئی وہاں جاتا اُسے کاٹنے کے لئے جھپٹتا۔ آپ نے اسے بلایا وہ آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کی ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا کہ جہنمی اور انسی کفار کے سوا جتنی چیزیں آسمان و زمین میں ہیں وہ سب جانتی ہیں کہ میں رسول اللہ ہوں۔

وشکا البعیر الخ شرح السنہ میں یعلیٰ بن مرہ ثقفی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ چلے جاتے تھے کہ ایک اونٹ نے آپ کے سامنے سر رکھ دیا اور گلے میں کچھ آواز کی۔ آپ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا کہ یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ مجھ سے محنت زیادہ لی جاتی ہے اور دانہ چارہ کم ملتا ہے۔ یہ ایک بڑی طویل عبارت کا خلاصہ ہے۔

وَدَعَوْتَ أَشْجَاسًا أَتَتْكَ مُطِيعَةً
(۱۹) وَسَعَتْ إِلَيْكَ مُجِيبَةً لِّبَدَاكَ

معنی بیت - اور آپ نے درختوں سے اپنی صداقت پر استشہاد کیا تو انہوں نے گواہی دی اور جب آپ نے کسی درخت کو اپنی طرف بلایا تو بلا تامل بقبولیت تمام دوڑتا آیا۔

بھولے ترے جہان کو لازم نہیں انسان کو | | ٹلے ترے فرمان کو یہ تاب کس کی ہے بھلا
تو نے درختوں کو شہا جب حکم آنے کا دیا | | لائے تیرا فرماں بجا سب آئے اور کلہ پڑھا

وَدَعَوْتَ أَشْجَارًا لِحُجْرَتِهِ داری نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک اعرابی آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ کی رسالت من اللہ کا کون گواہ ہے؟ فرمایا یہ سلم کا درخت جو کنارہ میدان میں نظر آتا ہے اور اسے بلایا وہ زمین چیرتا ہوا آپ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ آپ نے اس سے تین بار گواہی لی۔ اس نے ہر سہ بار گواہی دی کہ آپ سچے ہیں۔ اور پھر باجانت بدستور سابق اپنی جگہ واپس گیا۔ صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جن آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ اور کون گواہی دیتا ہے کہ آپ رسول خدا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ درخت۔ اور بعد اسکے اس درخت کو بلایا وہ اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا چلا آیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ اور ترمذی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ پیغمبر ہیں۔ آپ نے فرمایا

درخت نے آپ کی رسالت کی گواہی دی

کہ اگر میں اس درخت خرمائے خوشہ کو بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں رسول خدا ہوں
پھر آپ نے اس کو بلایا۔ وہ درخت پر سے جھکتا ہوا آیا اور آپ کے پاس گرا
اور اس نے آپ کی پیغمبری کی گواہی دی۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا پھر جا۔ وہ
پھر گیا اور اعرابی مسلمان ہو گیا۔

درختوں نے آپ کی اطاعت کی

مطبیعت۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم ایک منزل میں جناب
رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک میدان وسیع میں جا اترے۔ آں حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کو تشریف لے گئے۔ وہاں کوئی آڑ نہ
تھی جنگل کے کنارے پر دو درخت تھے۔ آپ ایک کے پاس تشریف لے
گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا بحکم خدا میری اطاعت کر۔ وہ ساتھ ہولیا۔ جیسے
اُونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وسط میں اس کو کھڑا کیا پھر
اسی طرح دوسرے کو بھی لے آئے اور فرمایا بحکم خدا مل جاؤ۔ سو وہ دونوں درخت
بل گئے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو وہ دونوں درخت علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی اپنی
جگہ پر جا کر قائم ہو گئے۔

وَسَعَتْ اَبْنُكَ الخ نسیم الریاض میں ہے کہ بزار نے بُریدہؓ سے روایت کیا،
ہے کہ ایک اعرابی نے آپ سے معجزہ طلب کیا آپ نے فرمایا کہ کسی درخت کو
جیسے تیرا جی چاہے کہہ دے کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں
اس نے ایک درخت کو کہا۔ وہ فوراً زمین کو پھاڑتا اور اپنی جڑیں گھسیٹتا آپ
کے سامنے آکھڑا ہوا اور کہا السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ اعرابی نے
عرض کیا کہ اے اپنی جگہ پر پھر دیجئے۔ آپ نے سکم دیا وہ بدستور اپنی جگہ پر جا

ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت

کر قائم ہوا۔ وہ اعرابی مسلمان ہو گیا اور عرض کیا اجازت ہو تو میں آپ کو سجدہ کروں
آپ نے فرمایا کہ سجدہ غیر اللہ کو حرام ہے۔ اگر جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ
وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ اس نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے
ہاتھ پاؤں چوموں۔ آپ نے اجازت دی۔ اُس نے ہاتھ اور پاؤں آپ کے
چومے

مُجِيبَةً۔ امام محدث بہقی اور ابو یعلیٰ نے حضرت اُسامہ بن زید سے روایت
کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایک سفر جہاد
میں فرمایا کہ کہیں قضائے حاجت کی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس میدان میں آدمیوں
کی کثرت سے کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں؟ میں نے
عرض کیا کہ کچھ درخت متفرق نظر آتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جان درختوں سے کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

لہ فقہانے لکھا ہے کہ کوئی عالم یا صالح کی قدم بوسی کرنا چاہے تو عالم یا صالح کو چاہیے کہ اپنے پاؤں
پھیلا دے۔ چنانچہ معدن الجواہر مصنفہ حضرت مولانا محمد قطب خاں صاحب دہلوی رحمۃ اللہ میں مرقوم
ہے اور اس مسئلہ کی اصل ایک یہ جو ابوداؤد نے باب مَا جَاءَ فِي قِبَلَةِ بَعْضِ الْجَسَدِ میں
نار سے روایت کیا ہے کہ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَبْدَأُ مِنْ مَرَاوِحِنَا
فَنَقْبِلُ بِكَرْسِيِّ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَأَى جَلِيلٌ۔ جب ہم مدینہ شریف
کراتے تھے تو اپنی اپنی سواریوں سے جلد جلد اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومتے
تھے۔ دوسرے یہ جو ترمذی نے صفوان بن عسال سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے کسی
دوست سے کہا۔ چل اس نبی سے کچھ پوچھیں اس نے کہا کہ نبی نہ کہہ اگر وہ سن لے گا تو برا خوش ہو
گا۔ پس آپ کی خدمت میں آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لواحقان کا سوال کیا کہ کیا کیا
تھے۔ آپ نے جواب میں جو کچھ فرمایا۔ انہوں نے اس کی تصدیق کی اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومے
اور کہا کہ ہم آپ کے سچا نبی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ تیسرے یہ جو متن میں مذکور ہے۔
فانصف ۱۲ (منہ)

کا توہیں حکم ہے کہ اکٹھے ہو جاؤ۔ اور پتھروں سے بھی اسی طرح کہہ۔ میں نے جا کر کہہ دیا۔ قسم اللہ کی میں نے دیکھا کہ وہ درخت قریب ہو کر اکٹھے ہو گئے اور مل کر مثل دیوار کی بن گئے۔ آپ ان کی آڑ میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور پھر مجھ سے فرمایا کہ اب ان سے کہہ دو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے کہہ دیا وہ اپنی اپنی جگہ پر جا کر قائم ہوئے۔ اور ایسے ہی امام احمد و بیہقی و طبرانی نے یعلیٰ بن سیاہ سے روایت کیا ہے۔

وَالْمَاءُ فَاضٌ بِرَاحَتِكَ وَسَبَّحَتْ
(۲۰) صُمُّ الْحِصْلَى بِالْفَضْلِ فِي يُمْنَا حَا

معنی بیت۔ اور پانی آپ کی انگلیوں سے بہہ نکلا اور کنکریوں نے آپ کے دامن ہاتھ میں تسبیح پکاری۔

جنگِ حدیبیہ میں تھی شکر کو بے حد تشنگی! | انگشتِ اطہر سے تری چستے چلے دیا بہا
اللہ سے تیرا معجزہ جب ہاتھ میں ٹوٹ گیا | کی سنگریزوں نے ادا تسبیح رب کلمہ پڑھا
صحیحین میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک لوٹا تھا اس سے آپ وضو کیا کرتے۔ سب لوگوں نے آپ کے پاس آکر عرض کیا کہ ہمارے تشکر میں پانی نہیں رہا۔ یہی ہے جو آپ کے اس لوٹے میں ہے۔ ہم وضو اور پینے کے واسطے کیا کریں؟ پس آپ نے اپنے دستِ مبارک کو لوٹے میں رکھا اور پانی نے آپ کی انگلیوں سے مانند چشموں کی جوش مارا۔ ہم سب نے پانی پیا۔

ایسی انگلیوں سے پانی کے چشمے

اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی بھی ہوتے تو بھی کفایت کر جاتا۔ مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ اور بھی صحیح ہیں روایت ہے کہ آپ نہ وراہ (مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے) میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک برتن پانی کا آپ کے سامنے لائے۔ آپ نے دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا۔ اور آپ کی انگلیوں سے پانی چشمہ کی مانند بہہ نکلا اور سب لوگوں نے وضو کیا۔ تین سو آدمی یا قریب اس کے تھے۔ اور نیز صحیح بخاری میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے پانی کم رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ بچا ہوا پانی لے آؤ۔ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے دست مبارک اس میں رکھا اور لو پاک کرنے والے مبارک اور اللہ کی برکت کو۔ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ بالتحقیق میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں سے جوش مارتا تھا۔

سَبَّحْتَ صَمَدًا جُحْصٰی - یہی نے دلائل النبوة میں حضرت ابو ذر سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں تھا کہ تینوں خلفاء ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم بھی یکے بعد دیگرے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں تھیں۔ وہ آپ نے اٹھا کر کف مبارک پر رکھیں تو وہ کنکریاں خدا کی تسبیح کرتی تھیں۔ آواز ان کی شہد کی مکھی کے مانند تھی۔ پھر ہر سہ خلفائے بھی ہاتھ پر رکھا تو ایسا ہی سنا گیا۔ حافظ ابوالقاسم نے بھی اپنی تاریخ میں یہ حدیث حضرت انس سے روایت کی ہے۔

حکایتوں کی کتب

وَعَلَيْكَ ظَلَلَتِ الْغَمَامَةُ فِي الْوَسَاءِ
(۲۱) وَالْجَذْعُ حَنَّ إِلَى كَرِيْمٍ لِقَاكَ

معنی بیت۔ اور بادلوں نے آپ پر سایہ کیا اور ستون آپ کے بحر میں رویا۔
جب دھوپ میں سوتے حرا تشریف فرما ہوئے | بدلی نے آسایہ کیا تھا اس کو یہ حکم خدا
جب نے اے نور ہدایہ منبر پر خطبے کو پڑھا | تو وہ ستون رونے لگا جو تکبیر کہہ پہلے سے تھا
وَعَلَيْكَ ظَلَلَتِ۔ شواہد النبوة میں بی بی حلیمہ مرضعہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپ تین سال کی عمر کے ہوئے تو اپنے
بھائیوں کے ساتھ باہر چراگاہ میں عصا پکڑ کر جاتے اور رات کو خوش و خرم پھر
آتے۔ ایک دن ہوا گرم اور دھوپ سخت تھی مجھے تشویش ہوئی کہ ایسا نہ ہو آج آپ
کو تکلیف پہنچے۔ شیا جو آپ کی رضائی بہن تھی بولی کہ اے ماں غم نہ کریں نے
دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گردا گرد دو حوض سرد آبہ ہیں اور اوپر ایک
بادل ہے جدھر وہ جاتا ہے اُدھر آپ بھی جاتے ہیں۔

وَالْجَذْعُ۔ صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ
کے وقت مسجد کے ایک ستون سے کہ چھو بارے کے درخت کا تھا تکبیر لگاتے تھے جب منبرنا
خطبہ پڑھا تو وہ ستون چلا کے رونے لگا۔ قریب تھا کہ پھٹ جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
منبر سے اترے اور ستون کو اپنے بدن مبارک سے لگا لیا۔ دیکھ وہ ستون ہچکیاں لیتا رہا جس
طرح لڑکے رونے کے بعد ہچکیاں لیتے ہیں جب تم گیتا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سنا
کرتا تھا۔ اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔

۱۔ اور یہی حدیث بہقی اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے ماثبت بالسنہ
طبع المدینہ (منبر)

وَكَذَٰلِكَ لَا أَثَرَ لِمَشْيِكَ فِي الثَّرَىٰ
(۲۲) وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِهِ قَدَمَا عَا

معنی بیت۔ آپ کے پاؤں کا نشان زمین پر نہ لگا اور پتھر میں آپ کے دونوں
پاؤں کا نشان پڑ گیا۔

اے سید جن و بشر چلتا تھا جب تو خاک پر | ہوتا نہ تھا مطلق اثر تیرے قدم کا ایک با
پتھر پر گر چلتا کبھی تو اے مرے حق کے نبی | نقش قدم ہوتا بھی دل موم ہوتا سنگ کا
كَذَٰلِكَ لَا أَثَرَ الْخِجْرِ هَجْرَتِ كَيْ وَتِ جَبَّ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حضرت ابو بکر صدیق کو ساتھ لے کر نکلے پیادہ پاتھے۔ بہت تلاش کیا کہیں نشان قدم
مبارک نہ ملا۔

وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ الْخِجْرِ اصْحَابِ سِرِّ رَحْمَتِ اللّٰهِ بَيَانِ كَيْسَ كُنْهِ صَلٰى
اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات پیادہ چلتے تھے تو پتھر آپ کے پاؤں کے نیچے نرم
ہو جاتے تھے اور آپ کے قدم مبارک کے نشان اس میں ہو جاتے تھے۔ علامہ
حافظ قسطلانی نے بھی مواہب لدنیہ میں ثقات سے روایت کیا ہے اور بدلائل قاطعہ
وہ راہین ساطعہ ثابت کیا ہے اور المرآۃ فی القبول میں لکھا ہے کہ اصحاب سیر
نے اپنی اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے کہ کَثِيرًا مَا كَانَ إِذَا مَشَى عَلَى الْحَجَرِ
يَصِيرُ سَاطِبًا لَّهُ حَتَّى غَاصَتْ قَدَمَا عَا فِيهِ۔ اکثر وقت ابتدا حالت میں
آپ ننگے پاؤں پتھروں پر چلتے تو پتھر آپ کے قدموں کے نیچے نرم ہو جاتے اور
نشان قدم مبارک کے ہو جاتے تھے۔

زمین پر آپ کے قدم کے نشان نہ پڑتے اور پتھر پر نہ پڑتے

وَشَفَيْتَ ذَا الْعَاهَاتِ مِنْ أَمْرَانِهِ
(۲۳) وَمَلَأْتَ كُلَّ الْأَرْضِ مِنْ جَدِّ وَاکَا

معنی بیت۔ آپ کی دعا سے بہت سے مصیبت زدہ اور بیماروں کو شفا ہوئی
اور تمام زمین آپ کے فیض و نور اسلام سے منور ہوئی۔

مدت کے جو بیمار تھے تیرے طفیل چھپے ہوئے | املو ہیں تیرے فیض سے کون مکان ارض سما
آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو آیا غالی نہیں گیا۔ بے شمار مصیبت
زدگان نے آلام و مصائب سے نجات پائی۔ کتب حدیث اور سیر اس کی گواہ ہیں
اب بھی جو صدق ارادت سے بارگاہ عالی میں حاضر ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ محروم نہیں
رہے گا۔ بلکہ ہر ایک جگہ آپ کے توسل سے مراد پائے گا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا

ہے وَمَا أَسْأَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ اے محمد! ہم نے آپ
کو اہل عالم کے لئے رحمت کر کے بھیجا۔ واضح ہو کہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں بہشت
دوزخ، آسمان، زمین، عرش، کرسی، لوح، قلم، جن، انسان، فرشتے، درندے، پرندے
پندے، آگ، پانی، ہوا وغیرہ درخت، پتھر، سورج، چاند، ستارے، سیارے سب
عالم ہیں۔ اسی طرح عالم دنیا و عالم عقبی بھی عالم ہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہر ایک شے کے واسطے ہر ایک وقت میں رحمت ہیں۔ عالم دنیا میں اہل عالم
کے لئے تو یوں رحمت ہیں کہ آپ کے وجود فیض آموذ کے دنیا میں ہونے سے
اہل دنیا کی بد عملیوں کی سزا موقوف بروقت دیگر ہے پچھلے وقتوں کی مانند سوز بند
وغیرہ نہیں کئے جاتے۔ اگرچہ کیسے ہی سزاوار ہوں۔ لیکن مسخ سے محفوظ ہیں تاکہ

لَعَلَّ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمُ الْحِثَانُ كَوْنَهُ
نہیں دیتا کیونکہ تو
(باقی صفحہ ۷۲ پر)

حیاتِ دنیا سے متمتع ہوں۔ اور عالمِ عقبیٰ میں اس طرح رحمت ہیں کہ جب تمام بنی آدم کا کوئی حامی اور شفیع نہ ہوگا تو آپ بڑی اولوالعزمی سے یہ بیڑا اٹھائیں گے۔ اگر عالمِ عقبیٰ میں شفاعت رحمت نہیں تو وہاں اور کیا کام رحمت کا ہوگا۔ اور آیہ مذکورہ میں رحمت کے کیا معنی۔

آپ ہم کو بہت چاہتے ہیں اور ہم پر بڑے مہربان ہیں اور آپ کا فیض تمام روئے زمین پر منتشر ہوا۔ انبیائے سابقین باوجود بڑی بڑی کمروں کے ایسے نہ ہوئے۔ آئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتر عمر کے چھٹے حصے میں کثیر التابعین ہو گئے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے خود اس قصیدہ میں چند مصیبت زدگان و آفت رسیدگان کا ذکر کیا ہے جن کی مشکلات جناب رسالت مآب سے حل ہوئیں صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلىٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

وَرَادَدْتُ عَيْنَ قَتَادَةَ بَعْدَ الْعَمَلِ
(۲۴) وَابْنِ الْحُصَيْنِ شَفِيعَتَهُ بِشِفَاكَ!

معنی بیت۔ آپ نے قتادہ کی لکلی ہوئی آنکھ کو درست کر دیا اور ابنِ الحُصین

(بقیہ صفحہ ۷۱)

ان میں سے ہیں۔ پس آیہ مذکورہ سے ظاہر ہے کہ آپ کے وجودِ باوجود کے طفیل جہاں سے عذاب مرتفع ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو بظاہر موت ہوئی اور آپ کا جسد مبارک دنیا میں مدفون ہوا تا کہ قیامت تک باعث امن و خلافت ہو ورنہ آپ کو موت نہیں۔ مَرْفُوعًا إِلَى السَّمَاءِ ہونا تھا۔ کیونکہ آپ جامع فضائلِ انبیاء تھے وَ مِنْهُمْ اَدْرَاسِيس وَعِيسَى عَلَيْهِمَا السَّلَام ۱۲ (منہ)

کو بھی آپ سے تندرستی حاصل ہوتی ہے۔

جس وقت تیرا کر لگا چشم قتادہ میں تھا | صدقہ میں تونے رکھ دیا ڈھیلے کو، اچھا ہو گیا
ابن حصین اے شاہ دیں مت سے تھا زار و حزیں | صدقہ میں تیرے بعد زین امراض سے پائی شفا

بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ
میں تیر لگا۔ آنکھ ان کی رخسارہ سے لٹک آئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اس آنکھ کو پھر صدقہ میں اپنے دست مبارک سے رکھ دیا۔ وہ اچھی ہو گئی
بلکہ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن رہی۔

حضرت قتادہ کی آنکھ درست ہو گئی

وَكَذَا خُبَيْبًا وَابْنَ عَمْرٍَا بَعْدَ مَا

(۲۵) جُرِحَا شَفِيَتْهُمَا بِلَمْسِ يَدِ الْكَاهِنِ

معنی بیت۔ اور خبیب اور ابن عمر جب دونوں زخمی ہوئے تو آپ کے
دست مبارک پھیرنے سے شفا ہو گئی ہے۔

زخمی ہوئے جس دم خبیب اور ابن عمر ابدیں | ادست کرامت نے تری ہر ایک کو بخشی شفا
بیہقی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ خبیب بن یساف کو بدر کے دن پشت
پر تلوار لگی اور ایک پہلو کٹ گیا۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک
سے اس پہلو کو بدن سے ہٹا دیا اور اس پر دم کیا وہ اچھا ہو گیا۔

کے ہوتے پہلو کو جوڑ دیا گیا

وَعَلَيَّانِ الْمَوْمِدُ إِذَا دَاوَيْتَهُ!

(۲۶) فِي خَيْبَرٍ فَشَفَى بِطَيْبٍ لَمَّا كَا!

یہاں حسب قاعدہ نحو یہ یک ہونا چاہیے مگر توافق حرف ردی قافیہ کے مجرور اور مفعول کو مرفوع
پڑھنا جائز ہے بلکہ بلا ضرورت شعری میں بھی اس کی تفسیر ملتی ہے۔

معنی بیت۔ اور خیر کی لڑائی میں جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آشوبِ حشم ہوا تو آپ کے لب مبارک لگانے سے صحت ہوئی۔

حضرت علی خیر میں تھے آشوب سے عاجز ہوئے۔ ا حاصل ہوئی انکو تہ سے اک لبگانے سے شفا اور صحیحین میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں جنگِ خیر کے دن دکھتی تھیں۔ جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آبِ دین مبارک ان پر لگا دیا۔ فوراً اچھی ہو گئیں۔ یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا۔ ایسا بیمار تھا کہ یہ کلمات میری زبان پر تھے۔ یا اللہ اگر میری اجل آگئی ہے تو آجائے میں اس درد سے نجات پاؤں۔ اگر ابھی نہیں آئی ہے تو شفا دے۔ اگر میرے امتحان کے لئے یہ بیماری ہے تو مجھے صبر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں سے مجھے ٹھوکر مار کر فرمایا تو نے کیا کہا پھر کہہ۔ میں نے وہی دعا کی۔ فرمایا اللہ اسے شفا دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اسی وقت اچھا ہو گیا۔ اور بعد اس کے مجھے ایسا درد نہیں ہوا۔

حضرت علی کو آپ کے لب مبارک سے شفا ہوئی

۱۔ صحاح ستہ اور دیگر کتب مغازی میں مروی ہے کہ جنگِ خیر میں شام کے وقت آپ نے فرمایا لا عظمیٰ للہ عندی اسرا جلا کما اسرا غیرہا اسرا یحب اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدہ۔ میں کل کے دن ایسے شخص کو علم (جنتاً) دوں گا جو بڑا دلیر اور بہادر ہے میدان سے پھرنے والا نہیں۔ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور رسول اس کو اچھا جانتے ہیں۔ یہ قلعد اس کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ پھر جب صبح ہوئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اس وقت ان کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آپ نے لب مبارک لگا دیا۔ فوراً اچھی ہو گئیں اور علم فتح ان کو عطا فرمایا۔ ۱۲ (منہ)

وَسَأَلْتُ سَأَلْتُكَ فِي ابْنِ جَابِرٍ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ
(۲۷) قَدْ مَاتَ أَحْيَاؤُهُ وَقَدْ أَسْرَ صَاكَا

معنی بیت۔ اور ابن جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے حق میں جب وہ مر گیا تھا تو آپ نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر کے آپ کو راضی کر دیا۔ اللہ سے تیرا معجزہ جابر کا جب بٹا مرا۔ اکی اس طرف تو نے دعا وہ اس طرف اچھا ہوا شواہد النبوة میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کی اور آپ کے واسطے ایک برہ ذبح کیا اور سامان ضیافت میں مصروف ہوا۔ میرا بڑا لڑکا دیکھتا تھا۔ اس نے چھوٹے سے کہا آتجھے دکھاؤں۔ ہمارے باپ نے برہ کس طرح ذبح کیا ہے یہ کہا اور پکڑ کر چھری اس کے گلے میں پھیر دی۔ ان کی ماں نے دیکھ لیا وہ ان کی طرف دوڑی۔ لڑکا خوف سے بھاگ کر کوٹھے پر چڑھنے لگا۔ اوپر کے زینہ سے پاؤں پھسلا اور گر کر وہ بھی مر گیا۔ عورت مردانہ سیرت نے بایں خیال کہ آپ کی ضیافت میں ہرج ہوگا۔ دونوں مذبح و مستقوٹ پر گدڑی ڈال کر مچھا دیا اور مجھے بھی خبر نہ کی۔ جب کھانا طیار ہوا اور حضور بعبادت کریمانہ تشریف لائے۔ میں نے کھانا پیش کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے جابر اپنے فرزندوں کو بلا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ کھائیں میں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ لڑکے کہاں ہیں؟ آپ بلاتے ہیں وہ نیک بخت بولی کہ وہ کہیں باہر کھیلتے ہوں گے۔ معلوم نہیں کہاں اور کدھر ہیں۔ میں نے یہ بات حضور میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ حکم الہی ہے جب تک وہ نہ آئیں گے میں نہیں کھاؤں گا۔ مجبوراً عورت نے وہ تمام حال ظاہر کر کے گدڑی اٹھا کر دکھا

جابر رضی اللہ عنہ کے مردانہ سیرت کے

دی۔ میرے ہوش جاتے رہے اور شور و غل پیدا ہو گیا۔ حضرت شافع المذنبین رحمۃ
 العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھ کر ان کے سر پر آدیکھا بعد ازاں بحکم الہی
 دعا کی کہ اے بوسیدہ ہڈیوں کے زندہ کرنے والے اور ہر شے کو عدم سے ظہور
 میں لانے والے، مردوں میں روح پھونکنے والے انہیں زندہ کر۔ آپ کے یہ
 دعا کرتے ہی دونوں زندہ ہو گئے۔ اور بل کر کھانا کھایا۔ فَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُمَّ
 صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی ہٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔

وَمُسْتَسْتِ مَآ لَیْمَ مَعْبُدٍ لِّعَدَمَا

سَنَاءٌ مَّسْتَلَا مَعْبُدًا لِّلَّی
 (۲۸) نَشَفَتْ فَنَدَرَتْ مِّنْ شِفَا مَرْقِیَا کَا

معنی بیت۔ اور اُم معبد کی بکری کا جبکہ دودھ خشک ہو گیا تو آپ کے دست مبارک
 کے چھونے سے پھر بہت ہو گیا اور آپ کے کچھ پڑھنے کی برکت سے دودھ دھار
 ہو گئی۔ شرح السنہ میں حبیش بن خالد برادر اُم معبد سے روایت ہے کہ جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ کو مع ابوبکر صدیق رضی اللہ
 عنہ اور عامر بن فہیرہ آزاد غلام حضرت صدیق اکبر تشریف فرما تھے۔ اور عبد اللہ
 بھی کہ راہ بتانے کے لئے آپ کے ساتھ تھا۔ اُم معبد کے غیمہ پر گزرے اور اس سے
 گوشت اور چھوٹا رے خریدنے چاہے قحط کے باعث اس کے پاس نہ تھے۔ اُم معبد
 کے غیمہ میں ایک بکری کو دیکھ کر آپ نے پوچھا کہ یہ بکری کیسی ہے۔ اُم معبد نے کہا
 کہ بسبب لاغری کے اور بکریوں کے ساتھ چراگاہ میں نہیں جاسکتی۔ اس سبب سے یہاں
 ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے قصوں میں دودھ ہے؛ اس نے کہا بالکل خشک ہیں

خشک بکری دودھ دھار ہو گئی

آپ نے فرمایا تم اجازت دو تو ہم اس سے دودھ دوہ لیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اور اس بکری کے تھنوں پر بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ پھیرا تو بکری نے پاؤں پھیلا دیئے اور دودھ اس کے تھنوں میں بھر آیا۔ اور اس نے جگالی کرنی شروع کی۔ پھر آپ نے ایک بڑا برتن منگوایا اور اس میں دودھ دوہا اور وہ برتن بھر گیا۔ پھر آپ نے پہلے اُمّ معبد کو دیا اس نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر آپ نے اپنے ہمراہیوں کو پلایا۔ وہ بھی سیر ہوئے پھر سب سے پیچھے آپ نے پیا۔ اس کے بعد دوبارہ وہ برتن آپ نے دودھ سے بھر کر اُمّ معبد کے حوالے کیا۔ اُمّ معبد مسلمان ہو گئی اور آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔

وَدَعَوْتَ عَامَرَ الْقَطِطِ سَائِلًا مُّغْلِنًا !
(۲۹) فَانْهَلَتْ قَطْرًا السُّحُبِ حِينَ دُعَاكََا

معنی بیت۔ قحط سالی میں لوگوں کی التجا پر آپ نے پروردگار کی جناب میں دعا کی تو بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔

تیری کرامت تھی شہا جو دودھ بکری نے دیا | اکی قحط میں تُو نے دُعا بارش ہوئی بے انتہا
صحیحین میں حضرت انس سے مروی ہے کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک بار قحط ہوا آپ خطبہ جمعہ میں کھڑے تھے ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکے مرتے ہیں۔ آپ مہینہ کے واسطے دُعا کیجئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان پر کوئی ابر کا ٹکڑا نہ تھا۔ خدا کی قسم ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہیں پاتے تھے کہ ابر مانند پہاڑوں کی ہر طرف سے گھر آیا۔ آپ منبر سے اترنے نہیں پاتے تھے کہ ریش مبارک

آپ کی دعا سے اسی وقت مینبر پر پڑا

سے قطرات مینہ کے گرنے لگے۔ اس دن سے دوسرے جمعہ تک برابر مینہ برسا پھر دوسرے جمعہ کو کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا یا اللہ گرد ہمارے بر سے ہم پر نہ برسے اور ابر کی طرف اشارہ کیا وہ کھل گیا۔ مدینے پر بالکل پانی برسنا موقوف ہو گیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا۔ اطراف سے جو لوگ آتے مینہ کی کثرت بیان کرتے۔

وَدَعَوْتَ كُلَّ الْخَلْقِ فَانْقَادُوا إِلَى
دَعْوَاكَ طَوْعًا سَامِعِينَ بِنْدَاكَ (۳۰)

معنی بیت۔ اور آپ نے تمام مخلوق کو توحید الہی کی طرف پکارا تو سب نے آپ کی دعوت کو تہ دل سے قبول کیا اور تابعداری کی۔

کی تو نے دعوت خلق کی حیثیت اے حق کے نبی! آئے تری جانب بھی اور سب صدقنا کہا! كُلَّ الْخَلْقِ۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ۔ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا۔ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک نبی اپنی اپنی قوم کی طرف خاص کر بھیجا جاتا تھا۔ اور میں علی العموم تمام آدمیوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے أَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً

رسالت عامہ

۱۔ اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے (پہلے ۱۹) ۲۔ اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا۔ (پہلے ۸)

میں بھیجا گیا ہوں۔ مخلوق کے ہر گروہ کی طرف۔ اور ثابت ہے کہ آپ کی نبوت کی معرفت ہر ایک ذی روح اور غیر ذی روح کو ہے۔ چنانچہ مسلم اور ابوداؤد میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جتنی چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں اور نجرہ راہب کا ابوطالب سے کہنا جو حدیث طویل صحیح ترمذی میں مروی ہے کہ لَمْ يَنْبَقْ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا اخْتَرَ سَاجِدًا۔ شجر و حجر وغیرہا سے کوئی شے باقی نہ رہ گئی تھی کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ نہ کیا ہو۔ یہ سید العالمین۔ یہ رسول رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو رحمتہ للعالمین کر کے بھیجے گا۔ صاف دلالت کرتا ہے کہ بے جان چیزوں

۱۔ شواہد النبوة اور دیگر کتب احادیث و سیر میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ ابوطالب بغیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر سفر تجارت کے لئے ملک شام کو نکلے۔ راستہ میں ایک راہب نجرہ نامی کے مکان پر اترے۔ اس نے ابوطالب سے کہا کہ اے ابوطالب تو اس جوان کو واپس پھیر دے اور شام کی طرف نہ لے جا کیونکہ وہ لوگ بذریعہ کتب آسمانی اس کو پہچان لیں گے اور مَقَامًا آمَنًا جہاں تک ممکن ہو گا اس کو قتل کرنے میں کوشش کریں گے۔ ابوطالب نے کہا تو کیونکر جانتا ہے۔ راہب نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ یہ جوان بدھ جاتا ہے اسی طرف کے درخت پتھر وغیرہ اس کے آگے جھک جاتے ہیں اور ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ سوائے نبی کے اور کسی کے آگے نہیں جھکتے پھر اس نے آپ کا کپڑا اٹھا کر ہر نبوت کا نشان بھی دکھایا۔ اندر سے جا کر جہاں تمام انبیاء کی صورتیں رکھی تھیں آپ کی صورت بھی ملا دی اور بھی اپنی تصدیق کلام کے واسطے ابوطالب کو کئی نشان دکھائے۔ ابوطالب نے آپ کو واپس کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ قبل از پیدائش علاوہ آدمیوں کے دیگر اشیاء کو بھی آپ کی نبوت کا علم تھا اور سب چیزیں آپ کو پہچانتی تھیں۔ چنانچہ اس کا ذکر آگے ہو چکا ہے بفضلہ تعالیٰ حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت آمنہ نے کہا جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور آپ کو اٹھا کر لے گیا اور ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اس کو مشرق و مغرب بادل کا ٹکڑا آیا اور آپ کو اٹھا کر لے گیا اور ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اس کو مشرق و مغرب

(باقی صفحہ ۸۰ پر)

کو بھی آپ کی شناخت قدیمی اور معرفت اندلی تھی۔ چنانچہ ترمذی اور دارمی میں علی کرم اللہ
 وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف کو مکہ سے
 باہر تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا پس آپ جس درخت پر تھرا اور ٹیلہ وغیرہ کے
 پاس جاتے وہ کہتا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔
 پس ثابت ہو گیا کہ آپ تمام مخلوق و موجود کی طرف بھیجے گئے اور سب نے
 آپ کو پہچانا۔

وَحَفِظْتُ دِينَ الْكُفْرِيَا عِلْمَ الْهُدَى
 (۳۱) وَمَرَفَعْتُ دِينَكَ فَاسْتَقَامَ هَذَا كَا

معنی بیت۔ اسے ہدایت اور راہنمائی کے نشان آپ نے تمام جھوٹے دینوں
 اور شرک و ہوا پرستی کی راہوں کو مٹایا اور اپنے دین حق کو ظاہر کیا تو وہ صحیح طریق
 سے قائم ہو گیا۔

دُنیا سے شرک و کفر کا پردہ دیا تو نے اٹھا ا دُنیا میں دین پاک کا جھنڈا کیا حکم کھڑا!

(بقیہ صفحہ ۷۹) اور دریاؤں اور جنگلوں میں پھراؤ کہ خشکی و تری کی سب چیزیں حیوانات، جمادات اور نباتات
 اس کی صورت کو پہچانیں اور اس کی شان نبوت و منزلت رسالت کو جانیں کہ یہ شخص ہے جو شرک کو مٹاتے
 گا اور ربوبیت والہیت واحد لیگانہ کو پھیلائے گا۔ ثابت بالسنۃ اور الدرامۃ المتکلم فی مولد النبی المحکم
 میں بروایت ابن عباس علیہ السلام عن النعمان بن عبد اللہ عن النعمان بن عبد اللہ عن النعمان بن عبد اللہ عن النعمان بن عبد اللہ
 سے مشرق کو پھر گئے۔ اور ایک دوسرے کو آپ کی ہدایت کی بشارت دی اور اسی طرح حیوانات
 آبل نے ایک دوسرے کو خبر کی اور آسمان و زمین میں جنوں اور فرشتوں کے آواز اور آپ کے
 ظہور مبارک کی نسبت سنائی دیتی تھیں الخ ۱۲ (منہ)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ اِسْمُهُ هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَ
 دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ لَكَ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ (پتہ ۱۱) اللہ وہ ہے کہ جس نے بھیجا،
 اپنے رسول کو ساتھ ہدایت اور دین حق کے تاکہ غالب کرے اس کو اور تمام دینوں
 کے۔ بے شک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت پیدا ہوئے اویان
 باطلہ پست ہونے لگے اور دین حق کہ دین اسلام محمد بن عبد اللہ نبی اُمّی ہاشمی صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے غالب اور روشن ہوا۔ ہجرت سے آج تک ہر زمانہ
 کی تاریخیں شاہد ہیں کتب احادیث سے نقل ثقات کتاب شواہد النبوت میں لکھا
 ہے کہ جس رات آپ پیدا ہوئے اسی رات کسری کا ایوان کانپا اور چودہ کنگرے
 اس کے گر گئے۔ وہ آتش کدہ کہ ہزار سال سے برابر ایک ساعت بجھنے نہ پایا تھا
 بالکل بجھ گیا۔ علیٰ ہذا القیاس روئے زمین پر بہت نشان خرابی بیدیناں و شرکاں
 ظاہر ہوئے۔ مرغ و ماہی زمین و آسمان میں خبر ہو گئی۔ روئے زمین اور تمام حرم
 خاص کے بت سرنگوں ہو گئے اس واقعہ کی تصدیق زردشتیوں کی کتاب دساتیر
 میں بھی لکھی ہے۔ صحیح مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین اور مشرق و
 مغرب زمین کے مجھے دکھائے۔ جہاں تک میں دیکھ چکا ہوں وہاں تک مقرب
 میری اُمت کی بادشاہی ہوگی۔

وَمَا فَعَلْتَ دِيْنَكَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى نے فرمایا ہے وَمَا فَعَلْنَا لَكَ ذِكْرًا
 اور کَلِمَةً اللّٰهُ هِيَ الْعُلْيَا۔ وہ ذکر اور کلمۃ اللہ دین اسلام ہی ہے جو ہمیشہ

۱۲۔ یہ روایت ماثبت بالسنة میں بھی ہے۔

تک رہے گا اور نیز فرمایا ہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ
(پہلے ۹) اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا قیامت تک اگرچہ ناحق شناس بُرا ہی
مائیں۔ وہ نور دین محمدی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَام۔

(۳۲) اَعَدَّ اِلَکَ عَادًا فِی الْقَلْبِ بِجَهْلِہِمُ
صَرَخِیْ وَقَدْ حَرَمُوا الرِّضٰی بِجَفَاکَا

معنی بیت۔ آپ کے دشمن جہالت کی وجہ سے گڑھے میں پڑ گئے اور رضا
و رحمت الہی سے آپ کو تکلیف دینے کے باعث محروم رہے۔
جو جو تیرا دشمن ہوا قعر جہنم میں گرا۔ ابو درپے ایذا ہوا محروم رحمت سے رہا!
بخاری میں ہے کہ غزوہ بدر میں بعد فتح کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مقتول کافروں کو چاہ بدر میں ڈلوایا اور متصل اس کنویں کے کھڑے ہو کر
ایک ایک کا نام پکار کر فرمایا خدائے تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا ہم نے
ٹھیک پایا اور تم نے بھی جو کچھ خدائے تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا تھا پایا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایسے جموں سے کلام کرتے
ہیں جن میں روح نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ تم سے زیادہ سُنتے ہیں۔

جو جو تیرا دشمن ہوا
قعر جہنم میں گرا

(۳۳) فِیْ یَوْمٍ بَدِیْرًا قَدْ اَنْتَکَ مَلَاِیْکُ
مِنْ عِنْدِ سَرٰیْکَ قَاتَلَتْ اَعْدَاکَا

معنی بیت۔ اور جنگ بدر کے دن فرشتے آپ کی مدد کو آئے اور آپ

کے دشمنوں کو قتل کیا۔

دن بدر کے بے شک خالق نے کی تیری گگ | ایک دم میں آپہنچے ملک فی النار اعدا کو کیا
 قال اللہ تعالیٰ جل جلالہ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج
 فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ — اِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَكْفِيَكُمْ
 اَنْ تُمِدَّكُمْ سَابِكُمْ بِثَلَاثَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزِلِيْنَ بَلٰى
 اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوا وَيَاْ تُوْكُمْ مِّنْ فَوْرٍ اِهْمُ هٰذَا اَيُّمِدُّكُمْ
 سَابِكُمْ بِخَمْسَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ — اِذْ تَسْتَغِيْثُوْ
 سَابِكُمْ فَاَسْتَجَابَ لَكُمْ اَتٰى مُّيَّدُكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ
 مُرْدِفِيْنَ — تفصیل نزول ملائکہ و جنگ وغیرہ کتب احادیث و سیر میں موجود
 ہے کہ اللہ کے فرشتے وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جبریل علیہ السلام
 جو ایک مقرب فرشتہ تھے آپ کی بارگاہ کے غلام تھے اور دیگر فرشتے بھی اہل بیت
 نبوت کی خدمت گزاری کرتے تھے۔ چنانچہ سید سمنہودی نے حضرت ابوذر غفاریؓ
 سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو بھیجا کہ میں علیؓ کو
 ان کے گھر سے بلا لاؤں۔ میں نے دروازہ پر سے بہت دفعہ بلایا کسی نے آواز

لا اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سر سامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم
 شکر گزار ہو۔ جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے
 میں ہزار فرشتے اتار کر۔ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافراں سے دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد
 کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ (پہ ع ۴)

مے جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سُن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا
 ہوں۔ ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔ (پہ ع ۱۵)

دربار نبوی میں فرشتوں کی حاضری

نہ دی۔ میں پھر آیا۔ آپ نے فرمایا جا علی گھر میں ہے۔ میں پھر گیا اور ذرا اندر کی طرف ہو کر ٹلانے کو کھڑا ہوا ناگہاں اندرونِ خانہ کے ایک گوشے میں میری نظر پڑی تو چکی پھر رہی ہے مگر پھر اتنا کوئی نہیں۔ میں حیران ہو گیا اور آواز بلند علی کو پکارا۔ وہ خوش و خرم اور لبشاش باہر نکلے چلے آئے۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے میری حیران صورت کو دیکھ کر فرمایا اے ابو ذر یہ کیا حال ہے؟ میں نے تعجب سے بیتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں خود بخود چکی کا پھرنا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے اللہ کے فرشتے آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی معونت پر مقرر ہیں۔ یہ خدمتِ الہی میں مشغول رہتے ہیں وہ ان کی خدمت میں مصروف۔ کذا فی سیرۃ شامی ۱۲ زاد السبیل الی الجنة والسبیل۔

(۳۴) وَالْفَتْحُ جَاءَكَ يَوْمَ فُتِحَتْ مَكَّةُ
وَالنُّصْرُ فِي الْأَحْزَابِ قَدْ وَاثَاكَ

معنی بیت۔ مکہ کی فتح آپ کو کامل طور پر حاصل ہوئی اور روزِ احزاب میں نصرتِ الہی آپ کے شامل حال ہوئی۔
تھی روزِ فتح مکہ بھی فتح و ظفرِ تجھ سے ملے | | احزاب میں نصرت ہوئی شامل تجھے پے پشوا
کفارِ قریش کی آخری جنگ مکہ میں تھی۔ اس کے بعد بیخِ کفر و شرک اور تہم فساد و عناد
عرب سے جاتا رہا گویا یہ فتح مسلمانوں کے لئے ایسی مفید اور پر تصرف تھی۔
جیسے پایہ تخت بادشاہی کا فتح ہو تو تمام ملک متعلقہ تحت و تصرف فاتح میں

آجاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ جل جلالہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ عَیْتُہُمْ اِذَا جَآءَ تَکْمُ جُنُودٌ فَاَسْلَمْنَا عَلَیْہُمْ رَیْبًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْہَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا (پ ع ۱۸) اے ایمان والو! یاد کرو احسان اللہ کا جو تم پر کیا جب آئیں تم پر فوجیں۔ ف۔ قریش اور غطفان اور یہود اور قرظہ اور بنی نضیر بارہ ہزار آدمی لے کر چڑھ آئے۔ ت۔ ہم نے ان پر ہوا ٹھنڈی چھوڑی ف۔ جس نے ان کو نہایت عاجز اور تنگ کیا۔ ان کے موہنوں میں گرد و غبار ڈالا۔ اور آگ ان کی بجادی۔ اور ہانڈیاں ان کی اُلٹ دیں اور میخیں ان کی اکھاڑ دیں کہ نیچے ان کے گر پڑے اور گھوڑے ان کے کھل کر آپس میں لڑنے لگے۔ ت۔ اور بھی بھیجا ہم نے ان پر ایسے لشکر کو کہ ان کو تم نے نہیں دیکھا۔ یعنی فرشتوں کو کہ انہوں نے ان کافروں کے دلوں میں رعب ڈالا اور ایسی دہشت ان کے دلوں میں ڈالی کہ وہاں سے بھاگ گئے۔ ت۔ اور ہے اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا۔ ف۔ یہ معجزہ غزوہ احزاب میں واقع ہوا کہ اسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔ کافران قریش مع غطفان وغیرہ قبائل کے لشکر عظیم لے کر مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے۔ آپ نے بصلاح صواب حضرت سلمان فارسی مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی۔ اور قریب ایک مہینہ کے لشکر کفار وہاں بھڑا رہا۔ اور نیز پتھر سے لڑتے رہے۔ خدا تعالیٰ نے ان پر مشرق کی طرف سے ایسی سخت ہوا بھیجی کہ جس کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکے اور پریشان حال ہو کر بھاگ گئے۔ طلحہ بن خویلد اسدی نے ہوا کے صدات کو دیکھ کر کہا کہ محمد نے تم پر جادو کیا ہے۔ اب یہاں ٹھیرنا صلاح نہیں بھاگ جانا

بہتر ہے۔ حدیث میں ہے لَصِرْتُ بِالْضَبَا وَ أَهْلَكَتُ عَادُ بِالْذَّبُورِ
یعنی میری مدد ہوئی پُر و اہوا سے کہ اس نے کافروں کو احزاب میں بھگا دیا اور
ہلاک کی گئی قوم عاد پکچوا ہوا سے ف یہ معجزہ آپ کا مثل معجزہ ہود علیہ السلام کے ہے

(۳۵) هُوْدٌ وَيُوسُفُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا
وَجَمَالَ يُوسُفُ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَ

معنی بیت۔ حضرت ہود و یونس کو آپ ہی کی بزرگی سے بزرگی حاصل تھی
اور حضرت یوسف کو جمال آپ کے جمال با کمال سے ملا تھا۔
تھی ہود و یونس میں عیاں تیری تجلی ہر نماں | ا تھا نور یوسف بے گماں تیرا جمال با صفا
کتب حدیث میں مروی ہے کہ تمام صفات متفرقہ بالجملہ ذات بابرکات سرور
کائنات علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ میں مجتمع تھیں۔ اور حافظ ابو نعیم نے علیہ میں بواسطہ
ابن عباس آمنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو میں نے ایک
آواز سنی کوئی کہتا ہے کہ محمد نصرت اور رنج اور زدہ کی کنجیوں کا قابض ہو چکا ہے
اسے شرق غرب اور ہر ایک نبی کی جائے پیدائش اور ہر شے روحانی اور غیر روحانی
جن، انسان، درندوں اور پرندوں وغیرہ پر پھیراؤ کہ وہ سب اس کو پہچانیں۔ اس
کو صفائے آدم، رقت نوح، خلت ابراہیم، لسان اسماعیل اور بشارت یعقوب،
جمال یوسف، صوت داؤد، صبر ایوب، زہد یحییٰ، کرم عیسیٰ اور اخلاق انبیاء سب
حاصل ہیں۔ ابن عساکر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آخر شب
میرے ماتھے سے سوئی گر گئی۔ اندھیرا تھا ہر چند ڈھونڈا نہ پائی اتفاقاً رسول اللہ

حضرت جامع الصفات ہیں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کے جمال مبارک سے سارا گھر روشن ہو گیا اور سوتی بل گئی۔ میں نے یہ واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا ویل ویل، ویل ہے اس کو جو میرا منہ دیکھنے سے محروم رہے۔ ابن عساکر اور خطیب اور ویلی اور ابو نعیم نے بطریق محمد بن اسماعیل بخاری حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ میں چرخہ کات رہی تھی اور آپ میرے سامنے موڑہ گاٹھ رہے تھے۔ اس وقت عرق جہیں کے سبب آپ کی پیشانی کی چمک دمک دیکھ کر میں نہ رہ سکی اور بے ساختہ منہ سے نکل گیا۔

وَمُبَرَّأُ مِنْ كُلِّ غُبْرٍ خَبِضَةٍ وَفَسَادٍ مُرْضِعَةٍ وَذَا عَمُغِيلٍ
وَإِذْ نَظَرْتُ إِلَى اسْتِرَةِ وَجْهِهِ بَرَقَتْ بُرُوقُ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

اور ایک روایت میں چند ابیات دیگر مروی ہیں جن سے ایک یہ ہے۔

لَوْ اَعْيٰ زَلِيْخًا لَّوَسَّ اَيْنَ حَبِيْنًا
اور شمالی ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے بعد بیان صورت و سیرت جناب ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا۔
لَمْ اَسَاقِبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ کہ آپ کی مثل نہ کوئی پہلے آپ سے
سنا ہے نہ سوائے آپ کے اب دیکھنے میں آتا ہے۔ حضرت علی کے اس قول میں

لے اور ہر طرح کی کدورت حیض سے پاک، ایسا پاک اور لطیف کہ اس کے دودھ پلانے والی کی طبیعت اور دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو۔۔۔۔۔ اور میں جب اس کے روئے روشن کی شکلوں کو دیکھوں تو اس کے رخساروں کی روشنی اور صفائی میں وہ شکن صورت ہلال نظر پڑتے ہیں۔ ۱۲ (منہ از بے مثل بشر صفحہ ۳۹)
عہ علیہ الادب جلد ۲ تذکرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۴۴ طبع اول مصر (از ابوبکر بن ندوی)

ہزار ہا نکات و اسرار ہیں۔ بالجملہ اس کے معنی یہ ہیں کہ لَمْ أَسْرَ بِمَعْنَى لَمْ
أَسْمَعْ ہے يالْمُ أَسْرَ فِي الدَّرَايَاتِ الَّتِي تُرَوَّى فِيهِ مَقَادِيرُ الْجَمَالِ
اس صورت میں لَمْ أَسْرَ قَبْلَهُ کے متعلق معنی دیگر ہیں اور بعدہ کے معنی دیگر
اور بعدہ بمعنی سوا چنانچہ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ أَيُّومٍ مِّنْهُ (پ ۲ ع ۲۲)

حدیث کی تمام کتابوں اور قرآن مجید کی تفسیروں میں ذکر معراج بہ تفصیل و دلائل و براہین۔ امکان و رفع شکوک و رجحان ہے یہاں کچھ حاجت طوالت نہیں قَدْ فَتَتْ الخ ترمذی میں لکھا ہے کہ جب آپ بیت المقدس میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھائی۔ تمام انبیاء علیہم السلام پیچھے کھڑے ہوئے۔ بعد ازاں سلام سب نے علیحدہ علیحدہ نعمائے الہی کا جو ان کو ملی تھیں بیان کیا۔ بعد ازاں آپ نے امثالاً لامر اللہ و امثالاً بنعمۃ ربک فخذت جو کچھ آپ کو عطا ہوا اظہار فرمایا اور افتتاح و اختتام حمد و ستائش الہی سے کیا۔ جب سب سن چکے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام پیغمبروں کو مخاطب کر کے فرمایا بِهَذَا أَفْضَلُكُمْ مُحَمَّدٌ دیکھو محمد کو یہ سب کچھ ملا ہے تو تم سب سے افضل ہے۔

وَاللّٰهُ يَٰلَيْسِينَ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ
(۳۷) فِي الْعَالَمِينَ وَحَقٌّ مِّنْ أَنْبَاكَ

معنی بیت۔ خدا کی قسم تمام مخلوقات میں آپ جیسا نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا
قسم ہے اس کے حق کی جس نے آپ کو قرآن دیا ہے

وَاللّٰهُ يَٰلَيْسِينَ لِقَبْ مَا هِجْمَ مِهْرِ عَرَبٍ ا تجھ سا ہوا اور ہونہ اب دُنیا میں بے و و عا
بے شک آپ کی ذات بابرکات بے مثل و بے مانند تھی۔ عالم میں آپ

جائز ہیں

لے اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو (پہلے ۱۸)

ہی اپنا نظیر تھے۔ انبیاء کہ افضل المخلوقات ہیں کوئی بھی سرور کائنات کا عدیل
و مثیل نہیں ہوا۔ آپ اشرف الموجودات و اکمل المکنونات پیدا ہوئے۔
لیس آپ کا اسم مبارک ہے چنانچہ ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور دیلمی
نے مسند الفردوس میں اور ابو نعیم نے علیہ میں روایت کیا ہے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ محمد،
احمد، فاتح، خاتم، ابوالقاسم، حاشر، عاقب، ماجی، یاسین، طہ۔

مثلاً لم یکن الخ یعنی علو درجات میں آپ کی مثل کوئی دنیا میں نہیں
آیا۔ مسلم میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا مجھ کو پانچ چیزیں ایسی عنایت ہوئی ہیں کہ اور کسی کو نہ ہوئی تھیں (۱) یہ
کہ مہینہ کی مسافت پر میرے پہنچنے سے پہلے میرے دشمنوں پر رعب اور دباؤ
پڑ گیا (۲) تمام روئے زمین میرے لئے سجدہ گاہ مقرر کی گئی (۳) مال غنیمت میرے
لئے حلال کیا گیا (۴) تمام پیغمبر خاص خاص قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور میں تمام
مخلوق کی طرف رسول کر کے بھیجا گیا ہوں (۵) مجھے شفاعت کبریٰ کا اختیار دیا گیا
ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے (۶) جوامع الکلم بھی مجھے عطا ہوا۔ اس
سے معلوم ہوا کہ آپ جامع المراتب ہیں اور کسی کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہوا۔ یاں
جہت آپ بے مثل ہیں۔

عَنْ وَصْفِكَ الشُّعْرَاءُ يَا مُدَّثِّرُ
(۳۸) عَجَزُوا وَكَلُوا مِنْ صِفَاتِ عِلَاحَا

معنی بیت۔ اے حبیب اللہ کے آپ کی صفت مجھ سے ہرگز نہیں ہو
سکتی۔ بڑے بڑے فصحا و بلغا حتی المقدور اپنے الفاظ عزیزہ کو آپ کی
شنا کوئی میں خرچ کر کے معترف بقصور ہوئے کیونکہ حصر باوصاف جمیلہ آپ
کے ممکن نہیں اور آپ کے محامد و مناقب اس سے برتر ہیں کہ انسان بیان
کر سکے ۛ

کی شاعروں نے ہر زمان مدح و صفت تیری بیان	آنہر تھکی سب کی زباں عاجز ہوئے سب بر ملا
مجموعہ وصف و ثنا ہے تیری ذاتِ مصطفیٰ	انساں سے ہو کیونکہ بھلا احصا ترے اوصاف کا

انجیل عیسیٰ قَدْ آتَىٰ بِكَ مُخْبِرًا
(۳۹) وَلَنَا الْكِتَابُ أَتَىٰ بِمَدْحٍ حُلَاكََا

معنی بیت۔ انجیل عیسیٰ اور ہماری کتاب یعنی قرآن مجید آپ کی مدح و
شنا بیان کر رہے ہیں ۛ

انجیل عیسیٰ بھی تری مدح و صفت ہے بھرا | قرآن میں خالق نے کی ہر جاتری مدح و ثنا
واضح ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف انبیاء
سابقین کی کتابوں میں برابر مذکور ہوتے آئے ہیں اور ہر ایک پیغمبر نے اپنی امت
کو آپ کی اطاعت اور نصرت کی تاکید فرمائی ہے۔ ہر ایک نبی اور رسول کو
آپ کے ظہور کی خبر دی جاتی تھی۔ ہمیشہ آپ کی معرفت معرفت الہی کے ساتھ
رہی ہے۔ اور ہر ایک نبی آپ کی نبوت کو باخبر و حی پہچانتا تھا اور اس پر
ایمان لاتا تھا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے پ وَاِذَا خَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ

ایمان لانا تھا کہ میں آپ کا ذکر

النَّبِيِّينَ لِمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ط قَالَ أَأَقْرَأُ ثُمَّ وَآخِذُتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرِي قَالُوا اقْرَأُ مَا نَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔ اور اگرچہ تمام صحف انبیاء و کتب مسلمان آپ کے محاندہ جلیلہ اور مناقب جبریلہ سے مملو ہیں۔ بالخصوص حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب توریت میں جہاں بجا مذکور ہے۔ چنانچہ سفر پنجم کے جزو دوم میں لکھا ہے کہ میں ان کے واسطے ان کے بھائیوں کی اولاد سے ایک نبی پیدا کر کے اس پر اپنے کلام کو نازل کروں گا اور وہ ان کو وہی کہے گا جس کا اسے حکم دوں گا اور جو شخص اس نبی کی بات کو جو میرے نام سے کہے گا نہ مانے گا تو میں اس سے بدلہ لوں گا۔ انتہی۔

اس آیت کا ضمیر نبی آخر الزمان محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے اور اکابر علمائے یہود سے ستر اخبار اس بات پر متفق ہیں۔ اور بھی توریت

۱۔ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا، اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

۲۔ مواہب لدنیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی پیغمبر کو پیغمبری نہیں ملی جب تک کہ اس سے حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے عہد نہ لیا گیا ہو کہ اگر تیری زندگی میں وہ نبی پیدا ہو تو اس کی اطاعت و مدد کرنا اور اپنی امت کو بھی یہی تاکید کر جانا بلکہ اس کو اپنی امت سے اس نبی آخر الزماں کی بیعت لینے کا حکم ہوتا تھا۔ ۱۲ (منہ)

کے جزو آخر میں جس پر تورات ختم ہوتی ہے۔ ایک آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ
خدا سینا سے نکلا اور ساعیر پر چڑھا اور کوہ فاران سے بلند تر ہوا اور بھی تورات
میں حقوق نبی کے کلام میں درج ہے خدا کا نشان کوہ فاران سے ظاہر ہوگا۔ اور
تمام آسمان احمد اور اس کی اُمت کی تسبیح سے بھر جائیں گے، دریاؤں میں اس
کی راہ ہوگی۔ جیسے جنگلوں میں اس کی راہیں ہوں گی۔ اس کو نئی شریعت ملے گی اور
صاحب کتاب جامع ہوگا۔ اور یہ امر بعد وقوع خرابی بیت المقدس کے ظہور
میں آئے گا اور بھی بعض کلام شعیب علیہ السلام واقع ہے کہ میں نے دو سواروں
کو دیکھا جن کے واسطے زمین و آسمان روشن ہو گیا۔ ایک گدھے پر سوار اور دوسرا
اُونٹ پر سوار ہوگا۔ گدھے والے کا نام مسیح اور اُونٹ والے کا نام احمد میری
قوم! ٹھیک مانو کہ اُونٹ والے کا منہ چاند سے زیادہ روشن ہے اور تورت
میں وصایائے موسیٰ میں مذکور ہے کہ جلد ہے کہ ایک بنی تمہارے بھائیوں کی،
اولاد سے پیدا ہوگا۔ تم اسے سچا جاننا اور اس کی مُننا یعنی اطاعت کرنا۔ انتہی
اسی طرح انجیل میں بھی آپ کے اوصاف درج ہیں چنانچہ لوقا باب ۲۴ درس ۴۹۔
اور دیکھو میں اپنے باپ کے اس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں اور موعود وہ بنی تھا کہ
جس کے آنے کی سب کو خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ یوحنا سے جب پوچھا گیا کہ تو مسیح
ہے تو اس نے کہا نہیں پس آیا تو وہ نبی ہے جو اب دیا نہیں (یوحنا باب ۱
درس ۱۹ و ۲۰ و ۲۱) وہ جو اس کو جسے میں بھیجتا ہوں قبول کرتا ہے۔ مجھے قبول
کرتا ہے (یوحنا باب ۱۲ درس ۲۰) اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا
اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بھٹے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔

(یوحنا ۱۴، ۱۵) پر جب کہ وہ تسلی دینے والا ہے میں تمہارے لئے باپ کی طرف بھیجوں گا (یوحنا ۱۹ اور ۱۴) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں۔ کہ، تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے، اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبر دے گی وہ میری بزرگی کرے گی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی اور تمہیں دکھائے گی سب چیزیں جو باپ کی میرے پاس ہیں۔

مَاذَا يَقُولُ الْمَادِحُونَ وَمَا عَسَى

(۴۰) أَنْ يَجْمَعَ الْكِتَابُ مِنْ مَعْنَاكَ

معنی بیت۔ کیا کہہ سکتے اور لکھ سکتے ہیں آپ کی مدح کرنے والے۔ اگر کہیں یا لکھیں تو ممکن نہیں کہ وہ آپ کی مدح کا حقہ کر سکیں چنانچہ ان دو بیتوں میں مکرر بطور تاکید بیانی ذکر کیا ہے۔

انسان کا کیا حوصلہ تیری صفت لکھے بھلا کس کی زباں سے ہو ادا وصف پسندیدہ تر

(۴۱) وَاللّٰهُ لَوَّانٌ الْبَحَّاسُ مَدَادُهُمْ
وَالشُّعْبُ أَقْلَامٌ جُعِلْنَ لَدَآكَا

(۴۲) لَمْ يَقْدِرِ الثَّقَلَانِ مَجْمَعُ نَزْرَةٍ
أَبَدًا وَمَا اسْطَاعُوا لَهٗ إِذَا سَرَاكََا

معنی بیت - قسم ہے اللہ کی تحقیق اگر آپ کی مدح لکھنے والوں کے واسطے
سب دریا سیاہی ہو جائیں۔ اور تمام دنیا کے درخت قلمیں بنائی جائیں اور
تمام گروہ جن و انسان اور فرشتے قیامت تک زور لگائیں تو آپ کے
اوصافِ جلیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی نہ لکھ سکیں۔

اشجار ہوں سائے قلم دریا سیاہی ہوں بہم | اور پھر کرے مل کر رقم کل خلقت ارض و سما
مکن نہیں پھر بھی بیاں ہوں تیرے وصف بکراں | اے سید و الانشان اے مظہر نور خدا
کیونکہ آپ کے اوصاف کلماتِ الہیہ ہیں اور کلماتِ الہی تحریر و تقریر مخلوق سے
فروں تر ہیں کہا قال اللہ تعالیٰ لَوَّانٌ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ
أَقْلَامٍ وَالْبَحْرِ يَمْدُ مِنْ بَعْدِ سَبْعَةِ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ
كَلِمَاتُ اللَّهِ - اگر زمین و آسمان کی مخلوق کلماتِ الہیہ کو کہنے لگے اور ان کے
سے تمام درختوں کی قلمیں اور تمام جہان کے پانی کی سیاہی طیار کی جلائے اور قیامت
تک لکھتے رہیں تو بھی کلماتِ الہی ان سے پورے نہ ہوں۔ پ ۲۱ ع ۱۲

(۴۳) بِكَ لِي قَلْبٌ مُّغْرَمٌ يَا سَيِّدِي
وَحُشَاشَةٌ مُحْشَوَةٌ بِهَوَاكَ

معنی بیت - اے میرے مولیٰ میرے پیشوا میرے لئے ایسا دل ہے جو آپ کی محبت میں فریفتہ ہے اور میری ایسی رُوح ہے جو آپ کی اُلفت سے بھری ہے اے مقتدا اے پیشوا تیرے تصور میں سدا | بے تاب ہوں میں مبتلا بے چین ہوں صبح و سوا قلب کا اسم مصغر ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ آپ کی جدائی کے خیال میں فرط محبت سے دل میرا گھٹ گیا ہے۔ یہ افراط محبت و کمال عشق کی بات ہے و نیز عظمت و جلال محبوب و کثرت و کمال محبت کے مقابلہ میں قلب کو محقر مصغر کر کے بیان کیا ہے اور یہ کہ دل تھوڑا اور محبت بہت کب اس کے لائق ہے۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ یہ اظہارِ عجز و اعتذارِ تقصیر ہے۔

(۴۴) فَإِذَا سَكَتُ فَفِيكَ صَمْتِي كُلُّهُ
وَإِذَا نَطَقْتُ فَمَا دِحَا عَلَيَاكَ

معنی بیت - میں چپ ہوتا ہوں تو آپ ہی کے جمالِ باکمال کا تصور میرے پیش نظر رہتا ہے اور جب بولتا ہوں تو آپ ہی کی مدح و ثنا کے لفظ بولتا ہوں

۱۔ تصویرِ شیخ جائز ہے۔ منکرین چونکہ اس طرف سے بالکل ناواقف ہیں اس لئے اس کو شرک و بت کہتے ہیں۔ ان کو ظاہر بھی حدیث کی کچھ خبر نہیں ان کو صرف حیض و نفاس اور صدقہ و خیرات کی حدیثوں کی ممارست ہوتی ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مبشرات میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ نے مجھ کو استحضار نسبت (تصور) کا امر کیا۔ اور حدیث میں ہے النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيٍّ

گویا میری خاموشی اور کلام میں آپ ہی ہیں۔
سکت ہوں گر میں بخیر رہتا ہے تو پیش نظر! اکہتا ہوں کچھ فرضاً اگر منہ سے نکلتی ہے ثنا!

(بقیہ صفحہ ۹۶) عبادۃ یعنی علی کا منہ دیکھنا عبادت ہے تو یہ نظر کسی کا ایسا حق نہیں کہ اس کے بعد ساقط ہو جائے
یہ بھی نے شعب الایمان میں اور امام احمد نے ابی ذر سے روایت کیا ہے اَنْ مَّرَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِہٖ وَسَلَّم قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ قَلْبَہٗ لِلْاِیْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَہٗ سَلِیْمًا
وَلِسَانَہٗ صَادِقًا وَنَفْسَہٗ مُطہِّنَّةً وَخَلِیْقَہٗ مُسْتَقِیْمَةً وَجَعَلَ اُذُنَہٗ مُسْتَمِیْعَةً
وَعَیْنَہٗ نَاطِلَةً فَاَمَّا الْاُذُنُ فَتَمِیْعٌ وَاَمَّا الْعَیْنُ فَتَقْدِرُ لِمَا یُوعَى الْقَلْبُ وَ
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَہٗ وَاَعْمَیَا تَحْقِیْقَ یَغْمِزُ خَدَّیْہِ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَلَمْ یَلَمْ یَعْلَمْ فَاَمَّا تَحْقِیْقُ نَجَاتِ پَانِ
جس نے اپنا دل ایمان کے واسطے خالص اور لوٹ بغض و حسد سے پاک کر کے متوجہ الی الحق کیا اور اپنے نفس
کو مطمئن اور اپنی طبیعت کو مستقیم اور کانوں کو سننے والے اور آنکھوں کو دیکھنے والیں۔ کیونکہ کان صراحی تنگ
دبان دل کا پیک ہے اور آنکھ ہر شے کو جو دیکھے دل میں بٹھانے والی اور یہ تحقیق نجات پانی جس نے
اپنے دل کو حق پذیر بنالیا اس حدیث میں بالجملہ آداب تصور کا بیان ہے (۱) یہ کہ دل کو ماسوی اللہ سے
خالی کرے اور طالب حق ہو مخلص بنے اور نیت صادق کو لائے (۲) یہ کہ دل میں آمادگی و استعداد
بہم پہنچائے (۳) زبان سے سچ بولے اور جھوٹ سے رُکے (۴) اور اپنے نفس کو ذکر الہی سے مطمئن رکھے
اور بجز اس کے مال و راعب نہ ہونے دے (۵) صاحب استقامت بنے (۶) کانوں کو اصوات
پر اگندہ سے بند رکھے اور حق نیوش بنائے (۷) آنکھوں کو غیر کے دیکھنے سے بند رکھے اور دیکھنے
والی بنائے۔ ص آنکھیں تو دیکھنے والی ہیں مراد یہ ہے کہ آنکھوں میں تصور لائے اور دل میں
جملائے۔ اسی واسطے حدیث میں یہ جملہ اخیر ہے پہلے رعایت امور مذکورہ بالا کرے پھر آنکھوں
میں تصور لائے کیونکہ بجز رعایت امور اول الذکر تصور نہیں ہو سکتا۔ پھر معنی اس حدیث،
کے تمام فقرے حضرت امام صاحب کے حال پر شاہد ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ میرا چپ
رہنا اور بولنا اور سننا اور دیکھنا سب کچھ آپ ہی آپ ہیں۔ اور اس حدیث اور ان چار
مصرعوں کے فقروں میں مطابقت تامہ ہے۔ پس آپ مفلح ہیں۔ تَأْمَلْ فَتَأْمَلْ

(منہ) ۱۲

ہوں بے خبر یا باخبر ساکت ہوں یا ناطق مگر اے سید خیر البشر عجوتما شاہوں ترا !
 فَإِذَا اسْكَنْتُ الْخَيْه اس واسطے کہا کہ آپ کا جمال جہان آرا جمال الہی ہے چنانچہ
 نرندی میں مروی ہے۔ مَنْ سَأَلَ إِيَّيْ فَقَدْ سَأَلَ الْحَقَّ جِس نے مجھے دیکھا
 پس تحقیق اس نے خدا کو دیکھا۔ کیونکہ مُرْسَل قائم مقام مُرْسَل ہوتا ہے اور آپ خلیفۃ
 اللہ فی الارض و نائبہ تھے۔ اور جملہ فَإِذَا اسْكَنْتُ کے یہ معنی بھی ہیں کہ جب چپ
 رہتا ہوں تو آپ ہی کی فکر میں متفکر رہتا ہوں یا یہ کہ آپ ہی کی محبت میں متفکر ہو کر
 خاموش بیٹھ جاتا ہوں کہ یہ محبت بایں ذوق و شوق بسر ہو جاتے۔ ایسا نہ ہو کہ پردہ
 و سو اس حائل ہو کر مجھے اس پایہ عالی سے گرا دے کیونکہ انسان کے درجات سے
 عاشقانِ جمالِ محمدی اور والہان نور احمدی کے نزدیک آپ ہی کی محبت مقام بہتر
 اور منزل اعلیٰ اور رتبہ ارفع ہے لہذا اے حدیث مرویہ بخاری الْمَدْرُوعُ
 مَنْ أَحَبَّ۔ محب محبوب کے درجہ میں ہوتا ہے اور آپ کا مقام و درجہ اللہ
 کے نزدیک سب سے اعلیٰ ہے۔ فکر اس لئے کہ قرآن میں ہے اذْكُرُوا
 آلاءَ اللَّهِ وَ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ (پ ۲۷) اور حدیث
 میں ہے تَفَكَّرُوا فِيْ آلاءِ اللَّهِ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ اللہ کی نعمتوں
 میں فکر کرو۔ چونکہ سب نعمتوں سے آپ افضل نعمت ہیں۔ اس لئے آپ کا ذکر

بنی کریم سب سے افضل نعمت ہیں

۱۔ حضرت امام جعفر علی جدہ و علی آباءہ و علیہ السلام نے کسی عالم سے پوچھا کہ اللہ نے فرمایا ہے
 (لَقَدْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (پ ۲۷) وہ کونسی نعمتیں ہیں کہ حق تعالیٰ قیامت
 کو اپنے بندوں سے پوچھے گا۔ اس نے جواب دیا رزق پانی وغیرہ آپ نے فرمایا جہلا اگر تو کسی کو
 پانی پلائے یا روٹی کھلائے تو کیا اس کو جتانے گا؟ اس نے کہا نہیں یہ تو مروت (باقی اگلے صفحہ پر)

و فکر کرنا گویا فرض ہے۔

وَ اِذَا نَطَقْتَ الْخَدِیْثَ مِنْ هِیْ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ
الشَّحْمَةُ صَلَاحًا کَاذِرُکَرْنِیْ کَ وَ قَت رَحْمَتِ الْهٰی نَازِلٌ هُوَیْ هِیْ - اَپ کَ اَصْلَح
الصَّالِحِیْنَ هِیْ اِس لَیْ اَپ کَا ذِکْر اَوَّلِیْ هِیْ - جِیْیَیْ صِلَاحِیْتِیْ هِیْ اَپ کِیْ شَان
بَرْتَرِیْ هِیْ اِیْیَیْ هِیْ وَ قَت ذِکْر اَپ کَ اَعْلٰی حِصَّہ رَحْمَتِ الْهٰی کَا ذِکْر پَر نَازِلٌ هُوَیْ
ہِیْ - بِالْخُصُوصِ اَلْ جَنَابِ تَحِیۃُ اللّٰہِ وَسَلَامُہُ عَلَیْہِ تُو خُو دِ بَذَاتِ اَقْدَسِ رَحْمَتِ
ہِیْ وَ مَا اَسْأَلُنَاکَ اِلَّا سَاحْمَتَہُ لِلْعَالَمِیْنَ اِس اَیْتِ سَیْ ظَاہِرِیْ
کَ اَپ رَحْمَتِ ہِیْ - اِیْیَیْ وَ اَسْطَیْ اَپ کَا سَاہِیْ نَہُ تَہَا - کِیْونکہ رَحْمَتِ اِیْکِ کَلِمَہِ ہِیْ
اَوْر کَلِمَہِ کَا سَاہِیْ نَہِیْ ہُوَیْ

حضرت علیؑ کا سایہ نہ تھا

(تفسیر صفحہ ۹۸) سے بعید ہے آپ نے فرمایا پھر کونسی ایسی نعمتیں ہیں جن کا جتلانا ہی مروت ہے۔ اس نے عرض کیا کہ قرآن اور نبوت آپ کے گھر نازل ہوئے آپ ہی جانیں۔ فرمایا وہ دونوں نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کا حق یہی ہے اور جتلانا ہی شرط مروت ہے۔ ایک قرآن دوسرے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس نے عرض کیا کہ حق یہی ہے جو ارشاد ہوا۔ ۱۲ فقیر محمدی (منہ)

۱۲ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سایہ نہ تھا۔ یہ محمدیوں اور عیسائیوں کی کتابوں سے ثابت نہیں۔ لیکن ذات کریم پر تو نور الہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ ہونا تو فریقین کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے چنانچہ المدنی بالقبول فی خدمۃ قدم السہول میں نقل ثقات لکھا ہے مَا وَقَعَ ظِلُّہُ عَلٰی الْاَرْضِ قَطُّ اَپ کَا سَاہِیْ ہِرْگَز نہ مِیْن پَر نہ پڑتا تھا۔ اور صاحب لائف آف محمدؐ نے لکھا ہے کہ اس کا زمین پر سایہ نہ دکھائی دینا بھی آسمانی نشان ہے اور اکثر بے خبر عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے سایہ نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کیا کرتے ہیں کہ قرآن میں مسیح کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہا گیا ہے اور کلمۃ اور روح کا سایہ نہیں ہوتا۔ ان جاہلوں کو یہ خبر نہیں کہ قرآن میں یہ دونوں لفظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کئی جگہ مذکور ہوئے ہیں (پ ۱۲ ع ۱۲) (بال صفحہ ۱۰۱ پر)

(بقیہ صفحہ ۹۹) وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا۔
 ۴۔ اور اللہ نے کلمہ ناحق شناساں کو کہ مسیح ابن مریم ہے نیچا کر دیا اور کلمہ حق شناساں کو کہ کلمہ اللہ
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ ہے اونچا کر دیا۔ کَلِمَةُ اللَّهِ کی تفسیر اگر آیت وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ
 الْإِسْلَامِ دِينًا (پ ۷ ع ۱۷) الایۃ سے کریں تو یہ معنی اسلام ہے اور اگر آیت وَسَرَّحَ
 لِبَعْضِهِمْ ذُرِّيَّتَهُ (پ ۷ ع ۱) اور آیت وَلَٰكِنْ تَرَاهُمْ لَكُمْ سُلُوكًا اللَّهُ وَخَالَهُمُ النَّبِيِّينَ
 (پ ۲ ع ۲) سے کریں تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پس مفہوم اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
 اور مفہوم محمد اسلام لَانَهُمَا مُتَلَاٰزِمَانِ اِذَا ذُكِرَا وَاحِدًا مِنْهُمَا دَلَّ عَلَى الْاٰخَرِ۔
 (پ ۷ ع ۲۴) وَلَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَلَنِيهِمْ (اگر کلمہ فصل یعنی محمد نہ ہوتا تو ابھی ان
 پر عذاب نازل ہوتا) حضرت کلمۃ الفصل میں جن سے کفر و اسلام کا فیصلہ ہوتا ہے چنانچہ اس کی تفسیر
 حدیث صحیح مرویہ مسلم میں ہے مُحَمَّدٌ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ۔ محمد لوگوں میں فرق ہے اور آیت
 میں یہ شرط کہ کلمہ فصل نہ ہوتا تو ان کا کام تمام ہو جاتا موبدا اس آیت سے ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ
 لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (پ ۷ ع ۱۸) اللہ ان کو اس لئے عذاب نہیں دیتا کہ ترجمہ
 للعالمین ان کے یہج ہے پس آپ کلمہ کلمۃ اللہ کلمۃ الفصل ہیں۔ باقی روح یا روح القدس سوہر حید کہ
 قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت رُوح ان معنی میں مذکور نہیں جن کو عیسائی سمجھتے ہیں وَلَوْ
 فَدَرَضْنَا آلَ حَضْرَتِ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ لفظ قرآن مجید میں آیا ہے۔
 اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ اَمْرِنَا (پ ۲ ع ۵) اگر یہاں رُوح سے مراد قرآن ہیں تو
 تو بھی اِنَّهُمَا مُتَلَاٰزِمَانِ لَنْ يَتَفَرَّقَا اِذَا ذُكِرَا وَاحِدًا مِنْهُمَا
 دَلَّ عَلَى الْاٰخَرِ۔ اور اگر رُوح کو منادی کریں تو مراد محمد سے ہے اور یہ معنی صحیح تر
 معنی اول سے ہے کیونکہ قرآن اس کو خود واضح کرتا ہے اِسْتَجِیْبُوا لِلَّهِ وَ
 لِلرَّسُولِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (پ ۷ ع ۱۷) یعنی اللہ اور رسول جب
 تم کو پکارے تو حاضر ہو جاؤ کیونکہ وہ تم کو زندہ کرتا ہے۔ چونکہ زندگی روح سے ہے
 پس آپ رُوح ہیں اور صحیح بخاری میں ہے آپ نے فرمایا اِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَفِثٌ
 فِي رُؤُسِنَا رُوح القدس مجھ پر ڈالا گیا ہے ۱۲ (منہ)

وَإِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا!
(۴۵) وَإِذَا نَظَرْتُ فَمَا أَرَى إِلَّا كَا

امام اعظم اور درجہ فناء فی الرسول

معنی بیت۔ جب سنتا ہوں تو آپ ہی کا ذکر خیر سنتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں تو آپ کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ سوائے کلام حسن و جمال صورت و سیرت آپ کے اور کچھ سننے کو دل نہیں چاہتا اور آپ کی پیاری صورت کا تصور ایسا پیش نظر ہے کہ جہدھر دیکھتا ہوں آپ ہی نظر آتے ہیں۔
آتی ہے کانوں میں سدا یا سیدی تیری صدا۔ | جب دیکھتا ہوں آنکھ اٹھا ہوتا ہے تو جلوہ نما
امام صاحب نے ان مصرعوں میں بیان محویت کیا ہے جو ان کو ذات اقدس
جناب مصطفوی میں بھی یہ درجہ فناء فی الرسول ہے۔

امام اعظم اور علم حدیث

ف۔ نظر بہ اذا لفظ عن سے ثابت ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوائے
اس کلام کے کہ جس میں عن رسول اللہ کہا جائے اور کسی طرح کا کلام نہ سننا
چاہتے تھے جو بات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ اسی کو
حدیث کہتے ہیں۔ یہ درجہ شاید کسی کو ہی حاصل ہوا ہوگا کہ سوائے الفاظ حدیث
یعنی قال الرسول کے کہ فی الحقیقت قال اللہ ہے اور کوئی لفظ بول چال
میں نہ آئے اس کے مدعی آپ ہی ہوتے ہیں جس کی تصدیق آپ کے تذکروں سے
ہو چکی ہے اور غرض کثرت سماع حدیث کی اور اجتناب کلام غیر سے ہے۔ پھر
کیونکر آپ کے مذہب کو ترجیح نہ ہو کہ آپ سوائے عن رسول اللہ کے عن
فلاں کو سننا اور کہنا نہ چاہتے تھے چنانچہ مصرع دوم بیت اول کے فقرہ
وَإِذَا نَظَرْتُ سے بصراحت تمام ثابت ہے کہ جو لوگ آپ پر طعن کرتے

ہیں منکر ہیں، بے انصاف ہیں اور حقیقت مذہب سے بے خبر ہیں۔ اَعَاذَنَا
 اللَّهُ مِمَّا يَفْتَرُونَ یہ کچھ تھوڑی بات نہیں کہ ایک شخص کو ایسا درجہ عطا ہو
 کہ اس کا سُننا اور کہنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ کیوں نہ
 حسد کریں۔ یہ درجہ اسی شخص کو ملتا ہے جو محی الدین، محی النسب، محدث، ملہم،
 محقق، مجدد، امام، فقیہ ہو۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔
 وَاِذَا انْظَرْتَ اِلَى نَظَرِ اَظْهَارِ صَوَابٍ كَيْلَ غُورٍ وَفُكْرٍ كَرْنَا۔ امام صاحب کی مراد یہ
 ہے کہ جب میں غور کرتا ہوں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس میں آپ کا حکم
 بین نہ ملے اور ہر ایک مسئلہ میں آپ کا قول فیصل نہ ہو۔ قیاس و رائے کی کہیں
 کچھ بھی حاجت نہیں۔ یہ عبارت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کا طریق ارتباط
 ادق و احوط ہے کہ ہر ایک کی عقل و ماں تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی واسطے ان کو
 بعض مسائل میں بظاہر خلاف حدیث معلوم ہوا ہے اور یہی باعث ان کے طعن
 کا تھا۔ عَفَى اللَّهُ عَنْهُمْ وَ عَافَاكَ اللَّهُ وَ اِنَّا نَاعْنُ كُلِّ غَبِيٍّ۔ سُبْحَانَ اللَّهِ
 امام صاحب کا شغل عبادت میں کیا عالی شان ہے کہ خاموشی (کہ بجائے خود ایک
 عبادت ہے) میں ان کو خیال آپ کا تھا۔ اور گویاں (کہ ایک خاصہ وصف،
 انسانی ہے) میں ذکر آپ کا۔ اور شنوائی (کہ ایک کمال خلقت ہے) میں قول
 و فعل آپ کا سُننا تھا اور بنیائی (کہ معنی تخلیق ہے) دیکھنا جمال جہاں آرا آپ
 کا تھا۔ یہ درجہ اور ایسی نعمتیں سوائے آپ کے اور کس کو حاصل ہیں۔

محسوس کی زبان پر حق جاری ہوا اور واقعات آئندہ اس پر مشکوف ہوں ۱۲ (منہ)

يَا مَالِكِي كُنْ شَافِعِي فِي فَا قَتِي
(۴۶) اِنِّي فَقِيرٌ فِي الْمَوَسَايَ لِعِغْنَاكَ
معنی بیت - اے میرے مالک گناہوں میں میری شفاعت کیجو میں آپ
کی شفاعت کا محتاج ہوں۔

خواہاں شفاعت کا ہوں میں طالب حاجت کا ہوں میں | حامی ہے پس تو ہی مرا اے شافع روز جزا
اَعْنَاكَ رَبِّكَ عَنِ غِيَاكَ عَوْضًا كَوْثَرًا | كُنْ شَافِعِي فِي فَا قَتِي اِنِّي فَقِيرٌ فِي الْمَوَسَايَ
فاقہ تہی دستی یعنی میرے پاس اعمال صالحہ سے کچھ بھی نہیں۔ صرف آپ
کی غنا یعنی عفو و مہربانی و نوازش کا اُمیدوار ہوں۔ فاقہ لغتاً ایک حالت
کے درمیان دوسری حالت متضادہ کا آنا۔ اور غنا بے نیازی اور طبیعت پر حاکم
متناکرہ نہ آنا۔ پس فاقہ سے مراد قبض کی ہے اور غنا سے مراد بسط کی ہے۔ اور
یہ ہر دو حالتیں سالکان مسالک الہی کو پیش آتی ہیں کہ کبھی باعث میل علائق دنیوی
ایک خفیف سا پردہ دل پر آجاتا ہے جو غیب اور شہادت کے درمیان حائل ہوتا
ہے۔ اور اک مافات یا گاہ ہے خود بخود بے علم صاحب حالت اٹھ جاتا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ابتدا میں یہ حالت پیش آیا کرتی تھی۔ لیکن

۱۔ مشاہدۃ الابرارین التجلی والاستتار ۱۲ (منہ)

۲۔ وہ استغفار اور اعراض عن الغیر ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے اِنِّي لَا سَتَغْفِرُ كُلَّ يَوْمٍ

مَبْعُوعِينَ مَوْتَةً ۱۲ فتوح الغیب (منہ)

۳۔ قبض و بسط منتہی راہداں مشابہ است کہ خوف ورجا مبتدیاں را وگفتہ اند حالت القبض

حالت الافتقار و حالت البسط حالت الافتخار ۱۲ سلک السلوک (منہ) (قبض

کی حالت محتاجی ہے اور بسط کی حالت قابل فخر ہے)

آپ کا قبض غیر کے بسط سے کروڑ درجہ بہتر تھا گویا قبض آپ کا بسط غیر ہے۔
 کیونکہ ولی کی انتہائی کی ابتدا ہے حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَبْعًا وَ
 الْمُتَقَرَّبِينَ کے یہی معنی ہیں۔ آپ کا توجہ الی الخلق بھی محض عبادت تھا اور
 فی الحقیقت توجہ الی الحق تھی۔ کیونکہ آپ مامور اور مرسل الی الخلق تھے۔ اور
 دوسروں کو یہ امر نہیں ہے۔ امام صاحب جناب مصطفوی میں کہ مُرشد منازل
 حقانی اور معلم مسالک ربانی ہیں۔ بطور استغاثہ اپنے حال کی شکایت کرتے ہیں
 کہ آپ اپنی اس حالت سے کہ استغراق ذات و مشاہدہ انوار اور بے نیازی
 اور اِعْزَاضُ عَنِ الْغَيْرِ وَ تَبَرُّی عَمَّا سِوَاہُ ہے مجھے بھی کچھ عطا
 فرمائیے کہ میں ہر وقت مشاہدہ حق میں رہوں۔ اہل علم اس کو استغاثہ رُوحی،
 کہتے ہیں۔

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كُنْزَ الْوَرَاةِ (۴۷)

جُدُّ لِي بِجُودِكَ وَ اَرْضَنِي بِرِضَاكَ

معنی بیت۔ اے موجودات سے اکرم اے خزانہ نعمائے الہی جو کچھ آپ
 کو اللہ نے بخشا ہے مجھے بھی بخشے اور جیسا اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی کیا

۱۔ سالکان راہ الہی اور مستفیضان بارگاہ نبوی کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے حضرت محبوب
 سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول اَنَا مَا سِوَا بَاقِي سِوَا سُوْلُ اللّٰهِ وَلَا عَلَيَّ مِنْ تَرَاكِبٍ
 بَعْدَكَ (میں ایسا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی میری پرورش کی ہے اور آپ کے بعد کسی
 اور آدمی کا مجھ پر احسان نہیں) سے یہی ثابت ہوتا ہے ۱۲ (منہ)

ہے مجھے بھی راضی کیجئے ۛ

اے مخزنِ جود و سخا میں بھی ہوں طالبِ جود کا | ہر لحظہ خواہاں لطف کا ہر وقت راضی برضا
 يَا اَكْسَمَ اِلٰهٍ اللّٰهُ تَعَالٰی نے فرمایا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ
 فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ
 عَلٰی كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۔ نوعِ انسانی دیگر انواعِ بری و بھری سے
 مکرم و مفضل ہے اور نبی اللہ مکرم مفضل بنی آدم ہیں اس لئے اکرم و افضل مخلوقات
 ہوتے۔ جود وہ ہے کہ اس میں تمیز نہ ہو اور جو کچھ ہو بے غرض اور بے سبب ہو۔
 (کشف المحجوب ۱۲)

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
 (۴۸) لِاَبِي حَنِيفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

اے بحرِ ذخارِ عطا طامع ہوں تیرے جود کا | اس ابو حنیفہ کا بھلا اب کون ہے تیرے سوا
 عبد احد اوحد ہے تو پیش احد احمد ہے تو | افضل ہے تو امجد ہے تو اے منظرِ لطفِ خدا
 معنی بیت۔ میں دل سے آپ کے فیض و شفاعت کا اُمیدوار اور خواہش مند
 ہوں۔ آپ کے سوا مجھ بے چارے ابو حنیفہ کا جہاں میں کوئی ذریعہ نہیں ہے
 جود پر الف لام عہد ذہنی ہے اور معنی جود کے پچھلی بیت میں مذکور ہو چکے
 ہیں۔ ابو حنیفہ آپ کی کنیت ہے جو بجائے اسم کے معرفہ علم ہو کر جہاں میں

اے اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو
 ستھری چیزیں روزی دیں۔ اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا (پہلے ۷)

معرف و معلوم ہے۔ اور یہاں اپنے آپ کو مکٹی کر کے مضاف الیہ کرنے سے اظہار کمال عجز وابتہال ہے۔ کیونکہ جب عرض کرتے کرتے معروض علیہ کے معرض بیان میں یوں کہیں کہ میرے آقا یہ بندہ مسکین فلاں بن فلاں مثلاً اے میرے مولیٰ اللہ کے رسول اور اس کے حبیب یہ عاجز گنہ گار آپ کا غلام خاکسار بندہ محمد اعظم بن محمد یار آپ کی جناب اقدس سے رحم اور دشگیری کا اُمیدوار ہے۔ مصرع شایاں چہ عجب گربنوا زندگدارا۔

تو اس طرح البتہ اقرار عجز و انکسار کر کے اپنے حالِ زاری پر توجہ دلانا ہے اور حدیث میں ہے سَلُّوْا اللّٰهَ لِيْ الْوَسِيْلَةَ جَنَابِ الْهٰی سے میرا وسیلہ مانگو۔ اس واسطے کہا ہے کہ آپ کے سوا میرا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور اس زاری و انکساری سے مراد یہ ہے کہ

فَعَسَاكَ تَشْفَعُ فِيَّ عِنْدَ حِسَابِ
(۴۹) فَلَقَدْ عِنْدَ امْتَسِكًا بِجُرَاكَا

معنی بیت۔ خدا کرے آپ رحم میں آکر قیامت کے دن کہ سخت مشکل اور وقتِ حساب ہے میری شفاعت کریں اور خدا سے مجھے مانگیں۔ کیا خوب ہو روز جزا تو ازہ لطف عطا | ہو پیش ذاتِ کبریا میری شفاعت کو کھڑا

۱۰ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام جب دُعا مانگتے تو اپنے آپ کو بایں لفظ تعبیر کرتے عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں کہا کرتے، عَبْدُكَ وَابْنُ امَّتِكَ ۱۲ (منہ)

فَلَا نَتَّ أَكْرَمُ شَافِعٍ وَ مُشَفَّعٍ !
(۵۰) وَمِنَ التَّجَاهِ بِحِمَاكَ نَالَ رِامَنَا كَا

معنی بیت۔ اللہ کے نزدیک آپ بہت معزز ہیں اور آپ شفاعت کے
مجاز بھی ہیں اور آپ کی شفاعت قبول ہے جس نے آپ کی پناہ لی آپ کی،
خوشنودی حاصل کی ہے

پیش جناب کبریا ہے مرتبہ تیرا بڑا اا کی جس نے تجھ سے التجا حمایت میں ہوا
انت اکرم۔ ترمذی و دارمی میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ وَ لَا فَخْرَ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُحَدِّثُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ لِلَّهِ
بِي فَيَدْخُلُ فِيهَا وَ مَعِيَ فَقَرَاءَةُ الْمُؤْمِنِينَ وَ لَا فَخْرَ وَ اَنَا اَكْرَمُ
الْاَوَّلِينَ عَلَى اللَّهِ وَ لَا فَخْرَ۔ میں ہی سب سے پہلے پہل شفاعت کے
لئے کھڑا ہوں گا اور شفاعت کے لئے اجازت دیا جاؤں گا اور میری شفاعت
قبول کی جائے گی۔ سب سے اول جنت کا دروازہ میں ہی جا کر کھٹکھاؤں
گا۔ لیکن میں اس پر کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بہشت کے دروازے
میرے لئے کھول دے گا۔ میں سب سے پہلے بہشت میں جاؤں گا۔ اور
مسکین مومنین میرے ساتھ ہوں گے۔ میں اس پر بھی کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا۔ اور
اللہ کے نزدیک سب پیغمبروں سے مکرم تر ہوں۔ میں اس پر کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا۔ اور
دارمی کی ایک روایت میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ مرسلین و انبیاء کا
پیشوا میں ہوں گا اور خاتم الانبیاء بھی میں ہی ہوں۔

فضائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فَاَجْعَلْ قِدَاكَ شَفَاعَةً لِّي فِي عُنْدِ

فَعَسَى اُسْرٰى فِي الْحَشْرِ تَحْتَ لَوَاكَا

(۵۱)

معنی بیت - اے میری آنکھوں کے نور حشر میں مجھے بھی اپنی شفاعت سے بہرہ مند کرنا اور اپنے لوائے حمد کے زیر سایہ جگہ دینا۔
اے جلوة نور خدائے نور چشم اصطفیٰ | ہو کاش تو شافع مراے مجھ کو بھی زیر لوا

صَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا عَلَمَ الْهُدٰى

(۵۲)

مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰى مَثْوَاكََا

معنی بیت - اے ہدایت کے نشان اللہ تعالیٰ قیامت تک آپ پر بقدر شوق دل مشتاقان زیارت بابرکت درود نازل فرمائے۔
پہونچے قیامت تک شہا تجھ پر درود اللہ کا | صبح و سب سے انتہا عدد الخلاق کلتھا
ف۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت جس قدر حدیثوں میں مذکور ہے۔ ان سب کو شمار کرنا کچھ آسان نہیں۔ بقدر مائیسر ہر ایک اہل علم نے اپنے اپنے مصنفات و مؤلفات میں ان کو روایت کیا ہے۔
صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دس بار اس پر رحمت بھیجتا ہے یعنی ہر ایک کے بدلے دس حصہ زیادہ عوض ملتا ہے چونکہ یہ درخت بحکم آیت قُتِبَ

فضائل درود شریف

لہ اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان (باقی صفحہ ۱۰۹ پر)

اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا
 فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أَكْلَهَا كُلَّ حَبِيبٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا - بہت بار آور اور
 یہ تجارت بامر کریمہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا - نفع بخش
 اور سود مند ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ عز اسمہ محض فضل و کرم سے خیر خواہی بندوں
 کے لئے فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط
 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا (پ ۲۴)۔
 تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی (محمد) پر درود بھیجا کرتے ہیں۔ ایمان
 والو اگر تم بھی ہماری اور ہمارے فرشتوں کی موافقت کیا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے
 ساتھ ہو جاؤ اور تم بھی ہمیشہ اس پر درود بھیجا کرو اور سلام کیا کرو۔ بخاری
 میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
 سلام کرنا تو ہم سیکھ چکے درود کس طرح بھیجا کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔
 قُولُوا (یوں کہا کرو) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
 کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰهَیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهَیْمَ اِنَّکَ
 حَمِیْدٌ تَجِبُ۔

ف۔ جب کوئی آپ کا نام پاک لے تو لینے والے اور سننے والے دونوں
 کو فی الفور درود پڑھنا چاہیے اور اگر کوئی آپ کا اسم مبارک لکھے تو اس
 کو لازم ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ صیغہ درود و سلام کا لکھ کر آگے کو

(بقیہ صفحہ ۱۰۸) میں۔ ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے (پ ۱۴)
 لے جو ایک نیکی لاتے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں (پ ۷)

لکھے کیونکہ احادیث صحیحہ میں ترک صلاۃ و سلام پر سخت سخت وعیدیں مذکور ہیں
 و ہر چند کہ صلاۃ و سلام کے صیغے مختلف عبارتوں میں صحابہ و تابعین و تبع،
 تابعین و دیگر صلحاء و علماء مجاہدین سے مروی ہیں لیکن افضل وہی صیغہ ہے جو
 آپ کا ارشاد ہے اور آپ کی زبان پاک سے نکلا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
 مُحَمَّدٍ اور یہ صیغہ بھی امثال امر الہی میں جامع صیغہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
 عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ
 ف۔ جب کوئی زبان سے درود کہے یا قلم سے لکھے تو اس پر واجب ہے کہ
 آل محمد کو ضرور ساتھ ملاوے کیونکہ بروایت صحیحین حدیثوں میں اس کی بہت تاکید
 ہے جب آپ کے نام نامی پر درود لکھنا ہو تو صاف اور سیدھی سطر میں لکھے
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نام کے اوپر رمز و کنایہ سے کسی علامت پر اکتفا نہ
 کرے مثلاً یا صلعم۔ کیونکہ یہ طریق مستحدثہ بنی امیہ کا ہے تحفۃ الباقی شرح
 الفیہ عراقی۔

آل کے معنی اور مراد

آل لغویوں کے نزدیک لفظ آل بمعنی اہل ہے اور صحابہ اور تبع تابعین اور تمام
 متبعان کتاب و سنت اور مطیعان امر اہل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور
 اس کے دلائل کتاب مبسوطہ میں درج ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہوا داران
 جناب مصطفوی (صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علی آلہ) کو لیاقت شمول اور اہلبیت
 دخول حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کو دخول حکمی کہتے ہیں۔ شواہد النبوت میں لکھا ہے

لے صلوٰۃ جب اسم ذات اللہ سے مضاف ہو تو معنی رحم ہے اور ملائکہ سے مضاف ہو تو دعا ہے اور
 آدمیوں سے مضاف ہو تو رحم طلبی اور قبول شفاعت ہے ۱۲ ق نج و مع (منہ)

کہ سمعوم بن یوخار رضی اللہ عنہ جب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زیرِ لوار جنگ،
 لیلة البرہ میں شہید ہوئے تو جناب امیر بنفس نفیس ان کو غسل دے رہے
 تھے اور زبانِ حق بیان سے فرماتے تھے ”هَذَا رَجُلٌ مِّثْنَا أَهْلِ الْبَيْتِ“
 یہ بھی ہمارے خاندانِ نبوت سے ایک مرد ہے۔ اسی طرح جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حق میں جنگِ خندق میں
 فرمایا تھا (السلمان مِثْنَا أَهْلِ الْبَيْتِ) سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے
 یہ دخولِ حکمی ہے ورنہ سلمان فارس کے اور کسریٰ کی اولاد سے تھے۔ قال
 اللہ تعالیٰ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ
 اللَّهُ عَلَيْهِمُ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ
 جو اللہ اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبد اللہ کی تابعداری،
 کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کو خدا تعالیٰ نے نعمتیں دی ہیں۔ بنی۔
 صدیق۔ شہید۔ صالح دیکھو یہ دخولِ حکمی ہے غرضیکہ تمام فرمانبردار صادق و
 راسخ ثابت قدم متقی صالح دل و جان سے آپ کی اور آپ کی آل و اولاد
 کی محبت رکھنے والے حکماء ہیں اور صلاۃ کے معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم کے واسطے خوشنودی اور حصولِ اجازت شفاعت اور بعثت فی مقام
 محمود ہے اور آل کے واسطے معنی برکت اور کثرتِ اطاعت اور قبولیت اور
 عطا ئے نور اور حصولِ درجات ہے۔

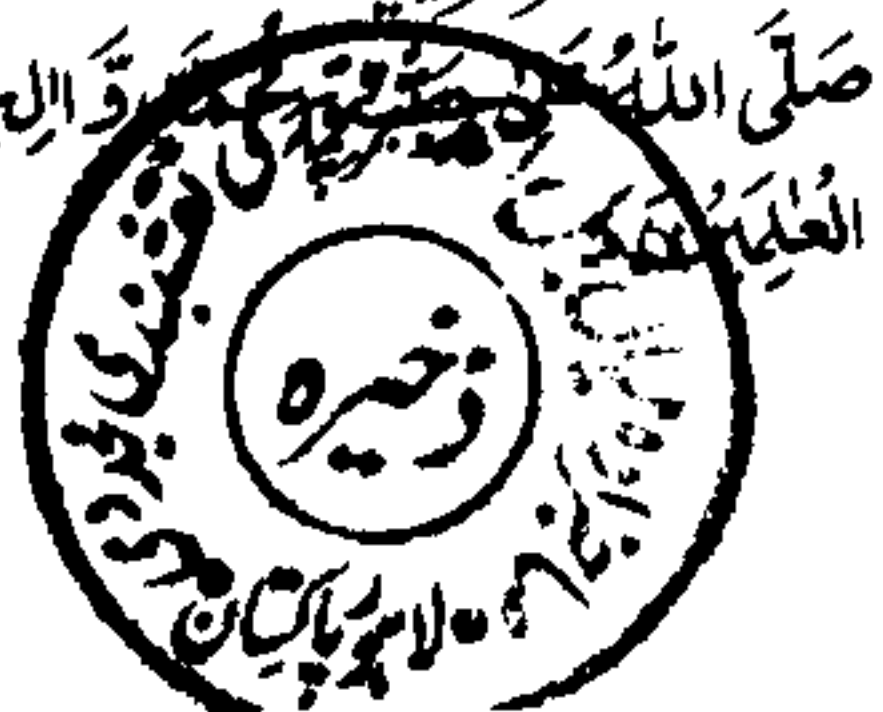
ف۔ بعض جاہل جب تک کسی فقیر سے اجازت نہ لے لیں درود شریف نہیں
 پڑھتے خود احمق اور بے علم فقیروں کا اپنا بھی یہی اعتقاد ہے۔ بے وقوف یہ نہیں جانتے

کہ مُرشدِ حقیقی بامرِ مداحی صَلُّوْا وَسَلِّمُوْا تمام جہاں کو قیامت تک اجازت دے چکا ہے پھر کسی کی اجازت کی کیا حاجت ہے۔

وَعَلَىٰ صَحَابَتِكَ الْكِرَامِ جَمِيعِهِمْ
(۵۳) وَالْمُتَابِعِينَ وَكُلِّ مَنْ ذَا لَا كَا

نیز آل پر اصحاب پر انصار پر ابرار پر | ارحمت ہے شام و صبح تیرے طفیل اے مقتدا
معنی بیت۔ اور آپ کے اصحاب پر بھی جو اہل کرامت ہیں بالتمام اور اصحاب کے دیکھنے
والوں پر۔ پھر ان پر بھی جو آپ کی محبت رکھیں۔

ف۔ بیشک جو لوگ آپ کی اطاعت کریں اور ظاہر و باطن آپ کی محبت رکھیں ان پر اللہ تعالیٰ
درود بھیجتا ہے جیسے خود فرماتا ہے هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ (پاک ۳۷)
اللہ وہ ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ صحابہ وہ ہیں جن کو آپ کی
صحبت نصیب ہوئی۔ حضرات چہار یار اور جناب امام حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہم اور
حضرات ازواج النبی اُمہات المؤمنین اور جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن اور تمام بیٹے
اور تمام بیٹیاں آپ کے فیضِ صحبتِ نبوت میں شامل ہیں۔ اسی طرح بعض آپ کے ان سے
ملنے والے اور علم الہی لینے والے مرد ہوں خواہ عورت تابعین میں داخل ہیں۔ اسی طرح
آپ کی محبت رکھنے والے صحابی ہوں یا تابعی تبع ہوں یا اور۔ قیامت تک تمام آپ
کے ہوا خواہ ذکور و اناث، علماء و فقہاء، محدثین و فقہاء، درویش و اغنیاء ائمہ اہل
بیت سب لفظ والا میں مندرج ہیں۔ سبحان اللہ! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے کیسی مختصر تقریر میں کس لطف سے سب کو شامل کیا ہے الحق یہ آپ ہی کا حق ہے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ مُحَمَّدٌ وَآلِہٖٖ وَاصْحَابِہٖٖ الْجَمِیعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ سَابِقًا
(تمت)



شرح قصیدہ بردہ

مولفہ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

قصیدہ بردہ شریف حضرت علامہ شرف الدین بوصیریؒ کا وہ ہدیہ عقیدت ہے جو بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا۔ اس قصیدہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس مولف کی زبانی سنا اور اظہارِ مسرت فرماتے ہوئے قبول فرمایا۔ اور اس دن سے علامہ بوصیری پر بے پناہ نوازشات کا نزول ہوتا رہا۔ اس قصیدہ مقبولہ کو عاشقانِ رسولؐ ہمیشہ غنا و شہرت بتاتے رہے اور وظیفہ جاں سمجھ کر پڑھتے رہے۔ علامہ ابن اُمت نے صدیوں اس قصیدہ سے روحانی فاضلہ حاصل کیا۔ لاکھوں شرحیں، کروڑوں تظیمیں اور سینکڑوں تہنیتات لکھی گئیں۔

ہمارے دور کے لاکھوں جوانانِ عالم دین حضرت علامہ ابوالحسنات نے بھی عشقِ رسول کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس قصیدہ کی اردو میں شرح لکھی اور حق تو یہ ہے کہ عاشقانِ رسول کے لئے غذائے روح و ایمان کا سامان اکٹھا کر دیا۔ اس قصیدہ کو بڑی نفاست سے طبع کیا جا رہا ہے تا کہ محبانِ رسول اپنا دامن مراد بھرنے سے محروم نہ رہ سکیں۔

مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ

طباعت سرورق رین پریس لمیٹڈ، لاہور